اِیصالِ ثواب

تالیف

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب : ایصالِ ثواب

مؤلّف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

پروف ریڈنگ : علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، علامہ محمد شفقت یوسفی، علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، حافظ محمد عامر فقیر، شیخ محمد عبدالعلیم یوسفی

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزرز : حافظ محمد عظیم یوسفی، عظیم اعظم یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880028

بارِ ہفتم : (۱۱۰۰) ربیع الثانی شریف ۱۴۳۳ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۲ء

بارِ ہشتم : (۲۲۰۰) شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ بمطابق اگست ۲۰۱۳ء

ہدیہ : ۱۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس) 0313-7860920

مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی 0322-4730747

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضانِ نظر۔	۷
۵	اِنتساب۔	۸
۶	گزارش	۹
۷	تقدیم۔	۱۰
۸	حرفِ آغاز۔	۱۳
۹	دُعا و اِستغفار بحوالہ آیاتِ قرآنیہ۔	۱۷
۱۰	حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی۔	۱۹
۱۱	حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا (آزر) کا واقعہ۔	۲۰
۱۲	حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لئے دُعائے مغفرت۔	۲۳
۱۳	منافقین کے لئے بخشش کی دُعا۔	۲۴
۱۴	رئیس المنافقین کی موت۔	۲۶
۱۵	مشرک کے لئے دُعائے مغفرت نہیں۔	۲۷
۱۶	دُعا و اِستغفار برائے میّت بحوالہ احادیثِ مبارکہ۔	۲۹
۱۷	حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اِستغفار۔	۳۲

۱۸	اہل بقیع کی بخشش کی دُعا۔	۳۳
۱۹	رَحم کی دُعا۔	۳۵
۲۰	مُردوں کے شمار کے موافق ثواب۔	۳۶
۲۱	گیارہ مرتبہ قل ھواللہ شریف کا ثواب۔	۳۷
۲۲	قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا۔	۳۷
۲۳	عافیت وسلامتی کی دُعا۔	۳۸
۲۴	سلامتی کی دُعا۔	۳۹
۲۵	سلام اور بخشش کی دُعا۔	۳۹
۲۶	نماز کی طرح دُعا میں بھی اِخلاص۔	۴۰
۲۷	فوت شدہ والدین کے لئے اَولاد کی دُعا۔	۴۰
۲۸	رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بخشش کی دُعا کروانا۔	۴۰
۲۹	نمازِ جنازہ میں دُعا۔	۴۲
۳۰	بچے کے لئے بھی دُعا۔	۴۳
۳۱	زندوں کا میّت کی تعریف سے میّت کو نفع۔	۴۴
۳۲	فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا۔	۴۶
۳۳	سو آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۴۷
۳۴	چالیس آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۴۸
۳۵	تین صفیں بخشش کا وسیلہ۔	۴۹
۳۶	صدقہ۔	۵۰
۳۷	فوت ہونے کے بعد صدقہ۔	۵۰
۳۸	پانی کا صدقۂ جاریہ۔	۵۲

۳۹	(پھلوں والے) باغ کا صدقہ۔	۵۴
۴۰	صدقہ کرنے کا حکم۔	۵۶
۴۱	فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقۂ جاریہ کا ثواب۔	۵۷
۴۲	مرنے کے بعد اَعمال جاری۔	۵۷
۴۳	میّت کی طرف سے اَعمال۔	۵۸
۴۴	رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ مبارک کے بعد۔	۵۸
۴۵	اَقسام صدقہ۔	۵۹
۴۶	کھیتی سے صدقہ۔	۶۰
۴۷	باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب۔	۶۰
۴۸	نورانی طبق میں صدقہ وخیرات کا ثواب۔	۶۳
۴۹	نذر کا ثواب۔	۶۴
۵۰	نذرِ حج اور قرضہ۔	۶۴
۵۱	فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا۔	۶۶
۵۲	وصال شدہ کی طرف سے روزے۔	۶۸
۵۳	روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا۔	۷۱
۵۴	ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لئے نذر۔	۷۲
۵۵	حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔	۷۳
۵۶	حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا جانور ذبح کرنا۔	۷۵
۵۷	سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نامزد بکری۔	۷۶
۵۸	حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بکری ذبح کرنا۔	۷۶
۵۹	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا۔	۷۷

٦٠	واقعات ۔رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا۔	٧٨
٦١	از: انفاس العارفین۔	٧٩
٦٢	فوت شدہ کوکلمہ شریف کا ثواب بخشنا۔	٧٩
٦٣	اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشنا۔	٨٠
٦٤	فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا۔	٨١
٦٥	پانچ سو مرتبہ کلمہ طیّبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب۔	٨٢
٦٦	فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لئے کھانا۔	٨٣
٦٧	فوت شدہ کے فاتحہ کے لئے کھانے کا اِہتمام۔	٨٤
٦٨	حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کا واقعہ۔	٨٥
٦٩	ایک سال سے ثواب کی تقسیم۔	٨٦
٧٠	فوت شدہ کی دُرود شریف کی برکت سے بخشش۔	٨٦
٧١	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل۔	٨٧
٧٢	حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ۔	٨٨
٧٣	قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا۔	٨٩
٧٤	کافر کے لئے اِیصالِ ثواب نہیں۔	٩٠
٧٥	ضمیمہ۔	٩١
٧٦	فصل۔	٩٤
٧٧	خلاصۂ کلام۔	٩٥
٧٨	قل شریف اور چالیسویں کے موقع پر۔	٩٦

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت،

مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفٰےؐ،

فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدُنی، قطبِ جلی،

نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہُ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

WWW.SEEDHARASTAH.COM

اِنتساب

بندۂ ناچیز اِیصالِ ثواب نامی اپنی اِس کتاب
کو اپنے والدین مرحومین اور تمام اہلِ اِیمان کے
نام منسوب کرتا ہے۔

نیاز کیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

WWW.SEEDHARASTAH.COM

گزارش

جتنے حضرات اور خواتین اِس کتاب کو پڑھیں وہ اپنی فکر کو قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے مطابق دُرست فرمائیں اور جو جو دینی بھائی اور دینی بہن اِس مستند کتاب کو پڑھ کر مسئلہ **اِیصالِ ثواب** سے متفق ہو کر اپنے کسی صاحبِ اِیمان، عزیز، رشتہ دار یا دوست وغیرہ کو **اِیصالِ ثواب** کریں، وہ دُعاؤں میں بندۂ ناچیز کے والدین مرحومین کو بھی یاد رکھیں۔

دُعا کا طالب
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

معاشرتی زندگی، اِنسانی فطرت کے مطابق ہی نہیں بلکہ اِنسان کی ضرورت بھی ہے جو معاشرے کی تشکیل اور تقسیم کار کو جنم دیتی ہے اور یہ تقسیم کار معاشرتی اَفراد کی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ خود خالقِ کائنات نے مختلف اِنسانوں کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا اور جسے جس کام کے لیے پیدا فرمایا اُس کے لیے اُس کام کو آسان بھی فرمایا اور اُس میں اُس کے لئے کشش بھی پیدا فرمادی۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: **لِکُلٍّ یُسۡرٌ لِمَا خَلَقَہٗ لَہٗ** ''جس آدمی کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا وہ اُس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے''۔

قدرت وحکمتِ خداوندی کے ظہور اور اِرشادِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی صداقت کی بے شمار علامتوں میں سے ایک علامت مُبلّغِ اِسلام علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی ذات والا صفات ہے۔ کالج و یونیورسٹی اور دُنیاوی مذاہب کی منازل طے کرتے کرتے وہ محراب ومنبر کی زینت بنتے ہیں تو روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات جس شخص کی تخلیق جس مقصد کے تحت فرماتا ہے اُس کی گردشِ حیات کی سوئی اُسی نکتے پر جا ٹھہرتی ہے۔

علامہ منیر احمد یوسفی زید مجدہٗ نے دُنیاوی ملازمتوں کو ٹھوکر ماری اور صرف اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسولِ معظم ﷺ کی ملازمت کو اپنا اَوڑھنا بچھونا بنایا تو زندگی تبلیغِ دین کے لیے وقف ہوگئی۔ یہی نہیں بلکہ اُنہوں نے مال کے ساتھ ساتھ حال کو بھی تبلیغِ دین کا ذریعہ بنایا۔

کہاں وہ کوٹ پتلون پہننے والا بابو اور کہاں دستار اور تہبند میں ملبوس درویش

صفت، سُنّتِ نبوی کا پابند، مُبلغِ دین اور روحانی پیشوا، زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن یہ خواب نہیں، موہومہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔

علامہ منیر احمد یوسفی کا خطاب جہاں عوام النّاس کی تمناؤں کو پورا کرتا ہے وہاں علمی ذوق رکھنے والے اَصحاب کو بھی اُن کی تقریر سے علمی جواہر پارے دستیاب ہوتے ہیں اور یہ بات خود اُن کے علمی ذوق اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بلکہ ہمارے واعظین اور مقررین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

علامہ یوسفی زید مجدہٗ نے دروس وخطابات کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس سے رابطے کی اہمیّت کو اپنے دِل میں جگہ دی اور ایک علمی تحقیقی ماہنامہ کی صورت میں مسلمانوں کو **سیدھا راستہ** دیا۔ **سیدھا راستہ** کی خوبی یہ ہے کہ اِس میں مختلف مسائل پر باحوالہ بلکہ باحوالہ جات گفتگو ہوتی ہے اور معمولاتِ اہلسنّت کے منکرین کا رَدّ، خود اُن کے اَکابر کے اَقوال سے کیا جاتا ہے جو یقیناً نہایت ہی مؤثر اَندازِ تبلیغ ہے۔

چنانچہ اُنہوں نے **ایصالِ ثواب** پر نہایت علمی تحقیق **سیدھا راستہ** کے صفحات پر رقم فرمائی اور بتایا کہ جس طرح اِنسان اِس فانی زندگی میں مختلف چیزوں کا محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے، عالم برزخ میں بھی اِس کی ضروریات وحاجات ہوتی ہیں اور وہ ثواب کا حصول ہے۔ لہٰذا مسلمان بھائی کی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اُسے اِیصالِ ثواب کیا جائے۔ اُنہوں نے اِس بات کو بھی واضح فرمایا کہ جس طرح کوئی شخص اپنی ملکیت کو ہبہ کرنا چاہے تو شرعاً اِس میں کوئی قباحت نہیں۔ اِسی طرح تلاوتِ قرآنِ پاک یا صدقات وخیرات کے ذریعے اِنسان کو جو ثواب رحمتِ خداوندی کے تحت حاصل ہوتا ہے وہ کسی بھی مسلمان کو اِیصالِ ثواب کر سکتا ہے۔ اَیسی وقیع تحریر کو اَب عمومی اور دائمی اِستفادہ کے لیے کتابی شکل دی گئی ہے۔ کتابِ مستطاب **اِیصالِ ثواب** میں علامہ منیر احمد یوسفی نے **اِیصالِ ثواب** پر کتاب وسُنّت سے دلائل کے اَنبار لگا دیئے ہیں بلکہ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے اَکابر کے اَقوال سے بھی

اِس کارِ خیر کو ثابت کیا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ اِس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ موجودہ دَور کے اہلِ بدعت (دیوبندی، وہابی) **ایصالِ ثواب** جیسے **متفق علیہ مسئلہ** کے رَد کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اُصل مسئلہ کا اِنکار نہیں کر سکتے جو یقیناً اُن کی معاندانہ سوچ کا نتیجہ ہے۔

المختصر، علامہ منیر احمد یوسفی زید مجدہٗ کی یہ مبارک تصنیف **اِیصال ثواب** نہایت مفید اِنسائیکلو پیڈیا ہے جس کی اہمیّت و اِفادیت سے اِنکار کی مجال نہیں۔

بارگاہِ خداوندی میں دُعا ہے کہ رحمٰن و رحیم ذات، علامہ یوسفی کی دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اُن کی اِس گراں مایہ تصنیف **اِیصال ثواب** کو ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے مزید اِستفادہ اور گم گشتگانِ راہ کے لیے باعثِ ہدایت بنائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ التحیتہ و التسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۱۹ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ
۲۰ دسمبر ۱۹۹۷ء (ہفتہ)

حرفِ آغاز

مسلمان کی زندگی صرف اِسی دُنیا تک نہیں بلکہ عالَمِ برزخ اور عالَمِ آخرت میں بھی ہے اور عالَمِ آخرت کی زندگی اَبدی زندگی ہے۔ جبکہ کافر اپنے نظام زندگی کو اِس دُنیا تک محدود سمجھتا ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی کے معاملات سے بالکل اِنکاری ہے۔ حالانکہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مقدسہ میں مسلمانوں کے لیے قیامت کے دِن جزا و ثواب اور کافروں کے لیے سزا و عذاب کا بڑی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔

مسلمانوں کے لیے حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا ہے کہ اِن کو مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچتا ہے۔ نیز اِسلامی نظام میں کئی اَیسے اَعمال بھی ہیں کہ زندہ آدمی اگر میّت کو ثواب پہنچانے کی نیّت سے کرے تو اُن کا ثواب اور نفع بھی میّت کو پہنچتا ہے جسے عرف عام میں اِیصالِ ثواب کہتے ہیں۔

اِیصال کا مادہ و۔ص۔ل ہے اور **وصل** کے معنی ملانے کے ہیں یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملا دینا۔ **اَوْصَلَـهٗ اِیْصَالًا** ''اُس کو اُس تک پہنچا دیا یا اُس کے ساتھ ملا دیا''۔

ثواب کا مادہ ث۔و۔ب ہے۔ لُغوی اِعتبار سے **ثواب** کا لفظ خیر و شر دونوں قسم کی جزا پر بولا جاتا ہے لیکن اکثر اور متعارف اِستعمال نیک اَعمال کی جزا پر ہے۔ اِس لیے **ثواب** کے معنی بھلائی، نیکی، نیک کام کی جزا یا اَچھا بدلہ کئے جاتے ہیں۔ تو اِیصالِ **ثواب** کے معنی ہوئے بھلائی اور نیکی کا ثواب پہنچانا۔

منظور احمد نعمانی صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب **تحقیق اِیصال ثواب** (شائع کردہ مکتبۃ الفرقان ۴/۶۶ کرشنا سٹریٹ گوالمنڈی لاہور) میں **تقریب** کے عنوان سے صفحہ ۳ پیرا نمبر ۲ سطر نمبر ۱۰ میں لکھا ہے:۔

''یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اُمّت کے نزدیک مسلم بلکہ معمول بنا رہا ہے اور تفصیلات اور جزئیات کے بعض معمولی اِختلاف کے باوجود اِس پر آئمہ اُمّت کا خلفاً عن سلف اِتفاق اور اِجماع رہا ہے کہ زندوں کی دُعا و اِستغفار سے اور موتی کے لئے

صدقات وغیرہ کرنے سے میّت کو نفع ہوتا ہے اور ثواب پہنچتا ہے''۔ (من وعن)

''حاملانِ دین کے وہ تمام طبقے جن کی وساطت سے علمِ دین کی اَمانت ہم تک پہنچی ہے یعنی فقہاء و مجتہدین اور محدثین و مفسرین سب ہی اِس کے قائل ہیں اور اپنے نزدیک قابلِ اتباع دلائل و براہین کی بنیاد پر قائل ہیں۔ لیکن ہمارے زمانے کے بعض حضرات کو اِس سے اِنکار ہے اور اِس انکار میں زیادہ حصّہ اُن لوگوں کا ہے جن کو حدیث کی حجتِ دینی ہونے پر یقین و اِعتماد نہیں ہے''۔

غیر مقلدین کے ترجمان وحید الزماں صاحب نے اپنی کتاب **تیسیر الباری شرح بخاری** کی جلد ۴ ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ: ''میّت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے لیکن معتزلہ نے اِس کا اِنکار کیا ہے''۔

اِسی طرح ایک اور بے دین گمراہ فرقہ جسے **خوارج** کہتے ہیں وہ بھی **اِیصالِ ثواب** کا منکر ہے۔ نیچریوں اور اہلِ قرآن کا لاہوری قائد غلام احمد پرویز بھی **اِیصال ثواب** کا منکر ہے۔

فرقہ پرستی کی ستم ظریفی دیکھئے کہ بعض لوگ محض فرقہ پرستی اور تعصب کی بُری بلا کے اِس قدر قابو میں ہیں کہ لفظوں کی جنگ کے ذریعے اپنی بے چین روح کو تسکین پہنچاتے ہیں۔

ہفت روزہ **اہلحدیث** کے ۲۶ جون ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں **بدعات کی حقیقت** کے عنوان سے رانا محمد اکبر صاحب کا دو کالمی ۴ صفحات پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا، جس میں میّتوں کو **اِیصالِ ثواب** کے عمل کو حدیثِ مبارک کے اِن اَلفاظ سے رَد کرنے کی کوشش کی کہ ''**اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ**'' کہ ''جب اِنسان مر جاتا ہے تو اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے''۔ (کالم ا ص ۱۳)

حالانکہ پوری حدیث شریف نقل کرنی چاہئے تھی۔ پورے مضمون میں **اِیصالِ ثواب** کے رَد پر زور لگا دیا ہے۔ مگر اِختتام پر بے بس ہو کر لکھ دیا کہ **اِیصال ثواب** کے فیض سے وہی لوگ سیراب ہوتے ہیں جو اپنی دنیوی زندگی میں صوم وصلوٰۃ کے پابند اور صرف

ایک خدا کی حاجت روائی اور مشکل کشائی پر صابر وشاکر رہتے ہیں۔لیکن گناہ کی پاداش میں عذابِ قبر کی اذیّت میں مبتلا کر دیئے گئے ہوں۔ ایسے لوگوں کو اِس اذیّت سے چھٹکارا دلانے والے تین طریقوں کی وضاحت حدیث پاک میں ملتی ہے۔"جب اِنسان مر گیا تو اُس کا عمل ختم ہو گیا سوائے تین طریقوں کے (۱) صدقۂ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے اور (۳) صالح اَولاد جو اُس کے لیے دُعا کرے"۔

صاحبِ مضمون نے نہایت نادانی کا مظاہرہ کرنے کے بعد پھر وہ بات لکھی جسے مذہبِ مہذب، مسلکِ حقّہ اہلسنّت و جماعت کے پیروکار بڑے دلائل اور بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کیا ایسے اَفراد قومی اِتحاد و اِتفاق کی فضا میں زندگی بسر کر سکتے ہیں جن کے پیشِ نظر محض فرقہ پرستی کے بھوت کی تسکین ہو اور سچی بات کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوں؟

غیر مقلدین کے دوسرے ترجمان ہفت روزہ **الاعتصام** کے ۱۷' اکتوبر ۱۹۸۰ء کے شمارہ ۱۳۔۱۲' جلد ۳۲ ص ۱۲ کے پہلے پیرا میں اِس حقیقت کو کہ فوت شدہ لوگوں کو ثواب پہنچتا ہے' تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔"اِنسان کے مرنے کے ساتھ اِنسان کے اَعمال اور اُن کا ثواب بند ہو جاتا ہے مگر چند اَعمال اَیسے ہیں کہ اگر اِنسان اپنی زندگی میں وہ کام کر جائے تو اُس کے مرنے کے بعد بھی اُن کا ثواب برابر پہنچتا رہے گا اور بعض اَیسے اَعمال بھی ہیں کہ زندہ آدمی میّت کو ثواب پہنچانے کی نیّت سے کرے تو اُن کا ثواب اور نفع میّت کو پہنچ جاتا ہے"۔

اِیصالِ ثواب کے لیے میّت کا مومن' صحیح العقیدہ ہونا شرط ہے کیونکہ کافر' مشرک' منافق اور بدعقیدہ کو ثواب قطعاً نہیں ملتا۔اِس کتاب میں اِسی مسئلہ کو قرآنِ مجید و اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بالصراحت بیان کیا گیا ہے۔تاکہ قارئینِ کرام کو کوئی اِبہام نہ رہے۔

خیر اندیش: **منیر احمد یوسفی** عفی عنہ

دُعا

و

اِستغفار

بحوالہ

آیاتِ قرآنیہ

WWW.SEEDHARASTAH.COM

دُعا و اِستغفار بحوالہ آیاتِ قرآنیہ

ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں سب سے پہلے دُعا اور اِستغفار کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ دُعا اور اِستغفار کے عنوان سے جو آیاتِ مبارکہ و اَحادیثِ مبارکہ بیان کی جائیں گی اُن میں اِس بات کا ذکر ہوگا کہ کن کے لئے دُعا و اِستغفار نفع بخش ہے اور کن کے لئے نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے نوری فرشتے اہلِ ایمان کے لئے خالقِ کائنات (جَلَّ جَلَالُہٗ) کے حضور اُسی کے حکم سے مصروفِ دُعا ہیں۔ ملاحظہ ہو

آیتِ مبارکہ نمبر ۱

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ (المؤمن: ۷)

"وہ (فرشتے) جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اِس کے اِردگرد ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اَے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز سمائی ہے تو اُنہیں بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور اُنہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے"۔

اِیمان والوں کے لئے ہمہ وقت مغفرت کی دُعائیں ہورہی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں اِیمان والے کہ عرشِ عظیم جیسے مقدّس مقام پر معصوم مخلوق، حاملینِ عرش حمدِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اِن کی بخشش کے لئے ہر لمحہ دُعا کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ دُعا درجہء قبولیت کے کمال تک پہنچی ہوئی ہے جس کے رَد کی کوئی صورت نہیں۔

آیتِ مبارکہ نمبر۲

وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْ مِنْ ۢ بَعْدِ ھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحشر:۱۰)

''اور وہ جواُن کے بعد آئے' عرض کرتے ہیں، اَے ہمارے رَبّ (کریم) ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے اِیمان لائے اور ہمارے دِل میں اِیمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔اَے ہمارے پروردگار! بے شک تو نہایت مہربان،رحم فرمانے والا ہے''۔

اِس آیتِ مبارکہ کو غیر مقلدین کے ترجمان رسالوں نے بھی نقل کیا ہے۔ دیکھیں![الاعتصام جلد۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳' ذوالحجہ ۱۴۰۰ ص۱۴اور ہفت روزہ اہلحدیث ۲۰ جون ۱۹۹۲ء ص۱۵]

مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں سورۃ الحشر کی آیتِ مبارکہ نمبر۱۰ کی تشریح میں لکھا ہے۔''اِس آیت میں ایک اہم اَخلاقی درس مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے دِل میں کسی دوسرے مسلمان کے لئے بُغض نہ ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے لئے صحیح روش یہ ہے کہ وہ اپنے اَسلاف کے حق میں دُعائے مغفرت کرتے رہیں''۔(تفہیم القرآن جلد۵ ص۴۰۳' ابن کثیر جلد۴ ص۲۹۵)

عبدالماجد دریا بادی دیوبندی صاحب نے اپنی تفسیر ماجدی میں محولہ بالا آیتِ مبارکہ کی شرح میں لکھا ہے:''اپنے سے پہلے کے اِیمان والوں کے حق میں دُعائے مغفرت کرنا علاماتِ اِیمان سے ہے''۔(جلد۲ ص۱۰۹۳)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:''اِس میں سابقین کے لئے دُعا کرنے کی ترغیب ہے اور صوفیاء کی تو یہ عادتِ لازمہ ہے' اپنے سلف کے لئے دُعا اور اِیصالِ ثواب کرنے کی''۔(مسائل السلوک تفسیر بیان القرآن ص۱۰۵۲)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے ''سابقین کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں''۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۳۶ حاشیہ ۳۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے لکھا ہے۔ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو اَصحابِ محمد ﷺ کے لئے اِستغفار اور دُعا کرنے کا حکم دیا''۔ (معارف القرآن جلد ۸ ص ۳۸۱)

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر آیتِ مبارکہ لکھا ہے ''اَے اللہ (عزوجل) اور رحمت نازل فرما' اُن لوگوں پر بھی جو بخوبی صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی پیروی کرنے والے ہوں اور کہتے ہوں اَے ہمارے ربّ (کریم) ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے اِیمان لائے تھے''۔ (تفسیر مظہری جلد ۹ ص ۲۴۵)

آیتِ مبارکہ نمبر ۳

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ ---(الشوریٰ:۵)

''اور فرشتے اپنے ربّ (کریم) کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے ہیں اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں''۔ یعنی اِیمان والوں کے لئے کیونکہ آخرت میں بخشش صرف اِیمان والوں کی ہوگی۔

حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی:

آیتِ مبارکہ نمبر ۴

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؕ --- (نوح:۲۸)

''اَے میرے ربّ (کریم) مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو اِیمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو (جو زندہ ہیں اور جو وصال کر چکے ہیں)''۔

اِس آیت ِپاک میں حضرت نوح علیہ السلام کے والدین کریمین کا بھی ذکر ہے جن کے نام بلدین متوشلخ (والد) شمخا بنت اخوش (والدہ) تھے۔ دونوں موحد اور مومن تھے۔ [1]

قرآنِ حکیم میں اِیمان والوں کے لئے بخشش کی دُعائیں اور اِستغفار کرنا ثابت ہے۔ اِس لئے کسی کا یہ کہنا کہ مرنے والا تو مرگیا اب اِس کے لئے کوئی دُعا یا اِستغفار نفع بخش نہیں، اَیسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو منکرِ قرآنِ کریم ہو یا جس نے نہ تو کبھی قرآنِ مجید پڑھا ہو اور نہ ہی مسلمان ہونے کے ناطے سے دینِ اِسلام اور دینی معلومات اور معمولات سے آگاہ ہو۔ مگر جس نے عقل وشعور اور اِیمان کی شمع کو روشن کرکے قرآنِ پاک پڑھا ہوگا وہ اِنکار نہیں کرسکتا۔

منافقین، مشرکین، مرزائیوں اور دیگر کفّار کے لئے بخشش کی دُعا کرنا قطعاً منع اور حرام ہے۔ ہاں البتہ! جب تک اَیسے لوگ زندہ ہوں، اُس وقت تک اِن لوگوں کی ہدایت اور بخشش کی دُعاؤں کی اجازت ہے۔ اَیسے لوگوں کے لئے دُعائیں کرتے رہنا چاہئے اور جب بحالتِ کفروشرک اور منافقت ہی میں مرجائیں تو اِن کی بخشش کے لئے دُعا کرنا یا کروانا قطعاً حرام ہے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا (آزر) کا واقعہ:

حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے چچا آزر کو (جو کہ بت ساز اور بت پرست تھا) راہِ راست پر لانے کے لئے دعوت وتبلیغ فرماتے رہے اور جب تک وہ زندہ رہا اُس کی ہدایت کے لئے دُعا بھی کرتے رہے۔ جس کی تفصیل قرآنِ مجید سے حسبِ ذیل رقم ہے:۔ ’’جب حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے چچا سے فرمایا، اَے میرے چچا! کیوں اَیسے کو پوجتے ہو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آئے؟ اَے میرے چچا! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں

---

[1] جلالین ص ۴۶۹، فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰۲، مدارک جلد ۵ ص ۲۶۹، تفسیر الوسیط ص ۱۷۷، قرطبی جلد ۹ جز ۱۸ ص ۳۱۷، مظہری جلد ۱۰ ص ۸۷۔

آیا'' تو پھر فرمایا:۔۔۔ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ○ (مریم:۴۳)
''تو میرے پیچھے چلا آ، تا کہ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں''۔

''اَے میرے چچا! شیطان کا بندہ نہ بن' بے شک شیطان، رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اَے میرے چچا! میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے تو تُو شیطان کا رفیق ہوجائے''۔

حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بہت خوبصورت' دِل نشین اور کایا پلٹ وعظ فرمایا مگر بت پرست چچا نے باوجود پیارا وعظ سننے کے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰٓاِبْرٰھِیْمُ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○ (مریم:۴۶) ''بولا اَے (حضرت سیّدنا) ابراہیم (علیہ السلام) کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے؟ بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھ پر پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہوجا''۔

جواباً حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''بس تجھے سلام ہے''۔
سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ ط اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ○ (مریم:۴۷)
''قریب ہے کہ میں تیرے لئے اپنے ربّ (رحیم) سے معافی مانگوں گا، بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے''۔

چنانچہ آپ نے رَبّ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دُعا کی:
وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ○ (الشعراء:۸۶) ''اور میرے چچا کو بخش دے، بے شک وہ گمراہ ہے''۔

یعنی میرے چچا آزر کو اِیمان وتوبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تیری بخشش کا مستحق ہوجائے۔ جیسا کہ آگے سورت توبہ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۱۴ کے حوالے سے آپ پڑھیں گے۔

سورۃ الممتحنہ کی آیتِ مبارکہ نمبر ۴ میں ربّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا:
''بے شک تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور اُس کے ساتھ والوں میں اچھی پیروی تھی۔ جب اُنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنہیں

اللہ (عزّوجلّ) کے سوا تم پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی''۔۔۔۔ **حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ**۔۔۔(آیت:۴)''جب تک کہ تم ایک اللہ (عزّوجلّ) پر ایمان نہ لے آؤ مگر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ایک واقعہ اِس بات کی وضاحت کے لئے تفاسیر میں لکھا ہوا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا اور سنا کہ وہ اپنے مشرک (کافر) والدین کے لئے مغفرت کی دُعا کر رہا ہے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اُسے منع فرمایا۔ اُس نے بارگاہِ حیدر کرار رضی اللہ عنہ میں عرض کی کہ حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی تو اپنے مشرک (کافر، بت پرست) چچا کے لئے دُعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ۔۔۔ **سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ**ؕ۔۔۔(مریم:۴۷)''میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے معافی چاہوں گا''۔ [۲] جب مذکورہ شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا تو یہ بات حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ والثناء کی خدمتِ اَقدس میں عرض کی گئی تو خالقِ کائنات عَزَّ وَجَلَّ نے اِس بات کا جواب عطا فرمانے کے لئے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم کی آیتِ پاک نازل فرمائی:-

وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَآ اِیَّاہُ ج فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّاَ مِنْہُ ط (توبہ:۱۱۴)

''اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا کی بخشش چاہنا تو ایک وعدہ کے سبب تھا جو اُس سے کر چکے تھے پھر جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کا دشمن ہے تو اُس سے بیزار ہوگئے''۔ [۳]

تفسیر **مجمع البیان** میں ہے:''اِستغفار کا وعدہ صرف زندگی تک تھا، شرطِ ایمانی

---

[۲] تفسیر ابن جوزیہ جلد۳ ص۱۴۴، ۱۱۵، تفسیر قرطبی جلد۴ جز۸ ص۲۷۴۔ [۳] مظہری جلد۴ ص۳۰۸، المراغی جلد۱۱ ص۳۷۔

کے ساتھ اِستغفار ہے۔مرنے کے بعد دُعا ترک کردی''۔ ۴

یعنی آپ پر وحی نازل ہوئی کہ آزر کا خاتمہ کفر پر ہوگیا۔اِس طرح کہ وہ کفر پر مرگیا تو آپ نے اُس کے لئے دُعائے مغفرت فرمانا بند کردی اور دِل سے بیزار ہوگئے کہ کافر سے یہ بیزاری چاہئے اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔''پھر وہ کفر پر مرا اور اللہ عزوجل کا دشمن تھا تو آپ نے اُس کے لئے دُعا ترک فرمادی''۔ ۵

بعض مؤمنین نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کیا اپنے کافر قرابت داروں کے لئے دُعائے مغفرت کرنی چاہئے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:-مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ (التوبۃ:۱۱۳)''نبی (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہلِ اِیمان کی شان کے لائق نہیں کہ مشرکوں (کافروں) کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں کہ اُنہیں کھل چکا (یعنی یہ واضح ہوگیا کہ وہ کافر مرے ہیں اور یہ) کہ وہ دوزخی ہیں''۔ ۶

حضرت سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کی اپنے والدین کیلئے دُعائے مغفرت:

آیتِ مبارکہ نمبر ۵

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

(ابراھیم:۴۱)''اَے ہمارے ربّ (کریم)! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب اِیمان والوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

یہاں والدین سے مراد حضرت سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کے سگے والدِ گرامی حضرت تارخ اور والدہ ماجدہ حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔یہ دونوں

۴ مجمع البیان جلد۵ ص ۷۷۔ ۵ قرطبی جلد۴ جز۸ ص ۲۷۴۔ ۶ مظہری جلد۴ ص ۳۰۷۔۳۰۶، المراغی جز۱۱ ص ۳۶، روح البیان جلد۳ ص ۵۲۱، مسلم جلد۲ ص ۳۶۸، بخاری جلد۲ ص ۶۷۵، ۵۶۲، تفسیر المینار جلد۱۱ ص ۵۶، تفسیر مصری ص ۲۱۳، مجمع البیان جلد۵ ص ۷۶۔

مومن اور موحد تھے۔ اِن کے لئے بڑھاپے میں دُعائے مغفرت فرمائی۔ یہ دُعا حضرت سیّدنا اسماعیل اور حضرت سیّدنا اسحاق علیہما السلام کی ولادت کے بعد فرمائی۔ صاحبِ **مجمع البیان** نے لکھا ہے: ''ہمارے اَصحاب نے اِس سے اِستدلال کیا ہے کہ (حضرت سیّدنا) ابراہیم علیہ السلام کے والدین کافر نہیں تھے۔'' ۷ آزر آپ کا دُور کا چچا تھا جس سے آپ اپنی جوانی میں ہی بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔

قرآنِ مجید میں اب باپ' چچا' تایا اور دادا وغیرہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر آیتِ مبارکہ میں وَلِـوَالِـدَیَّ کی جگہ اَبَـوَیَّ کا لفظ اِرشاد ہوتا تو خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے **آزر** کے لئے بھی دُعائے مغفرت کی ہو۔ اِس (شبہ) کو دفع کرنے کے لئے **وَالِدَیَّ** فرمایا۔ یعنی **حقیقی ماں باپ**۔ ۸

منافقین کے لئے بخشش کی دُعا؟

شروع شروع میں منافقین کے لئے دُعائے بخشش و مغفرت کی رخصت تھی۔ اَبھی قانونِ ممانعت نازل نہیں ہوا تھا کہ غزوۂ **مُرَیْسِیْع** کے موقع پر ایک روح فرسا واقعہ رونما ہوا جس میں **جہجاہ** غفاری اور سنان بن وبر جہنی آپس میں لڑ پڑے۔ سنان' عبداللہ بن ابی کا حلیف تھا۔ حضرت **جہجاہ** رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لئے پکارا اور سنان نے اَنصار کو پکارا' اِس موقعہ پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے حضور نبی کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کی شان میں اِنتہائی نازیبا گفتگو کی اور زبردست قسم کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے چیلوں چانٹوں سے کہنے لگا اگر تم اِن مہاجرین کو اپنا جوٹھا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اَب تم اُنہیں کچھ نہ دینا اور پھر اِس نے بکواس کی کہ مدینہ (شریف) پہنچنے پر ہم عزّت والے' ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اِس کی بکواس پر جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے تو ہی ذلیل ہے۔ سرکارِ

---

۷ مجمع البیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔ ۸ تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۹۔

کائنات ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے عزت بخشی ہے اور مسلمان اُن سے محبت کرتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کہنے لگا' میں تو ہنسی کر رہا تھا۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے دریافت فرمایا تو اُس نے جھوٹ بول دیا اور جھوٹی قسم کھالی۔ اُس کے ساتھی بولے عبداللہ بن ابی سچا ہے۔ (حضرت) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو دھوکا ہو گیا ہوگا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابن ابی کو کہا توبہ کرواور سرکارِ کائنات ﷺ سے اِستغفار کروالو تو اُس نے اِنکار کیا۔ چنانچہ قرآنِ پاک کی آیتِ مبارکہ کا نزول ہوا جس میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی تکذیب فرمائی گئی: **وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○** (المنافقون:۵) ''اور جب اُنہیں کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ (ﷺ) تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنا سر گھماتے ہیں اور تم اُنہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں''۔

بعد ازیں ربِّ کائنات جَلَّ مجدہُ الکریم نے فرمایا:- **سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ** .... (المنافقون:٦) ''اِن پر ایک سا ہے آپ (ﷺ) اِن کی معافی چاہیں یا نہ چاہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) اِنہیں ہرگز نہیں بخشے گا''۔

یاد رہے کہ اِس موقع پر دُعا کا قبول نہ ہونا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِنتہائی تعظیم ہے۔ مطلب یہ کہ آپ ﷺ تو اپنی شانِ رحمت سے اُس کے لئے دُعا کریں گے۔ مگر جو مرُدود آپ ﷺ سے بے نیاز ہو جائے اور جو آپ ﷺ کا ذرّہ بھر بھی مخالف اور بے اَدب ہے اُس کی بخشش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ کی یہ شانِ رحمتہ اللعالمینی ہے کہ اپنے مخالف کے لئے بھی دُعا فرماتے ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم' آپ ﷺ سے محبت کی بناء پر

گستاخوں کو معاف کرنے کا نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم تو صرف اُسے بخشے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیاز مند، مؤدب اور محبّ ہوگا۔

رئیس المنافقین کی موت:

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جب مر گیا تو اُس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور عاشق صحابی تھے، نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ پر نمازِ جنازہ پڑھیں اور اپنی قمیص بھی اُس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر کے مرا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اِستغفار فرمائیں۔ جبکہ صورت حال یہ تھی کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے تھے کہ اَبھی تک منافقوں کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر تھی کہ اِس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے ایک ہزار منافق اِیمان لائیں گے۔ چنانچہ اُس کو قمیص دی گئی اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی گئی۔ چونکہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی، رسولِ کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ تھا، اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے اُس کے لئے اور دیگر سارے منافقوں کے لئے فرمایا: **اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ**.... (التوبہ: ٨٠) ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے لئے معافی چاہیں یا نہ چاہیں اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ستر بار بھی اُن کے لئے معافی چاہیں گے تو اللہ (جل جلالہ) اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ اِس لئے کہ وہ اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر ہوئے''۔ ٩

---

٩ تفسیر مظہری جلد٤ص ٢٧٢، تفسیر النسفی جلد٢ص ١٣٨، تفسیر ابوسعود جلد٢ جز٤ص ٥٧، الکشاف جلد٢ص ٢٠٤، تفسیر ابن جوزیہ جلد٣ص ٨١، تفسیر المینار جلد١٠ص ٥٦٧۔

چنانچہ نمازِ جنازہ کی وجہ سے' ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لباس شریف سے برکت چاہتا ہے' ایمان لے آئے۔ [۱۰]

بعدازیں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:- وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (التوبۃ:۸۴) ''اور اُن میں سے کسی کی میّت پر کبھی نمازِ (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا' بے شک وہ اللہ (جل سلطانہ) اور رسول (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے''۔ [۱۱]

مشرک کے لئے دُعائے مغفرت نہیں:

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ ...(النسآء:۴۸) ''بے شک اللہ (رَبُّ العزّت) اِسے نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے''۔ یہاں شرک بمعنی کفر بھی ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ہر منکر مشرک بھی ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دُعا اور اِستغفار صرف اور صرف مؤمنین کے لئے ہے (اور جن کے مرنے والے اِیمان دار فوت ہوتے ہیں' وہ دن رات اُن کے لئے دُعائیں اور اِستغفار کرتے ہیں)۔

منافق' کافر اور مشرک مرنے والے کے لئے نہ دُعائے بخشش ہے اور نہ ہی اِستغفار۔ جو لوگ فوت شدگان کے لئے دُعائیں اور اِستغفار نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو بھی روکتے ہیں، خدا معلوم اُن کا اپنے مرنے والوں کے بارے میں کیا عقیدہ ہوتا ہے؟

یہاں تک نصوصِ قرآنیہ سے دُعا وِاستغفار کا ذکر ہے۔ اَب اَحادیثِ مبارکہ سے دُعا وِاستغفار کے بارے میں تفصیلی ذکر ہوتا ہے۔

---

[۱۰] تفسیر النسفی جلد۲ ص۱۳۹' مظہری جلد۴ ص۲۷۶' تفسیر ابن جوزیہ جلد۳ ص۴۸۱۔۴۸۰' مجمع البیان جز۵ ص۵۷۔ [۱۱] طبری جز۱۴ ص۴۰۶' درمنثور جلد۳ ص۲۶۶' تفسیر قرطبی جلد۴ جز۸ ص۲۱۹۔۲۱۸' تفسیر مظہری جلد۲ ص۲۷۶' بخاری جلد۲ ص۶۷۴۔

دُعا

و

اِستغفار

برائے

میّت

بحوالہ

اَحادیثِ مبارکہ

دُعا واِستغفار برائے میّت بحوالہ اَحادیث مبارکہ

حدیث شریف نمبرا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ؟ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ** [1] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے وہ (بندۂ مومن) عرض کرتا ہے، اَے میرے پروردگار! مجھے یہ (بلندیٔ درجات) کہاں سے ملی؟۔ ربُّ العالمین اُس سے فرماتا ہے تیرے لئے تیرے بچے کے بخشش طلب کرنے (دُعائے مغفرت کرنے) کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے''۔

نوٹ: صاحبِ مرقاۃ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اِس مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''یہاں عبدِ صالح سے مراد (گنہگار) مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت وقابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذابِ قبر میں گرفتار ہوتا ہے کہ اَچانک عذاب موقوف ہوکر جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے''۔

حدیث شریف نمبر۲

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے:۔ **مَاالْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْاُمٍّ اَوْاَخٍ اَوْصَدِیْقٍ فَاِذَالَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ**

---

[1] مسند احمد جلد۲ ص ۵۰۹، مشکوٰۃ ص ۲۰۶۔۲۰۵، مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۲۱۰، ابن کثیر جلد۷ ص ۴۰۹ (الشعب)، الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ۱۷۔۱۲۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۴/ ۲۳۰، ابن ماجہ ۳۶۶۰، مرقاۃ جلد نمبر۵ ص ۲۶۲۔

اِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ ۲ ''قبر میں میّت کی حالت اُس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے جو مدد طلب کرنے کے لئے لوگوں کو پکارتا ہے۔ وہ ماں، باپ، بھائی یا دوست کی طرف سے (قبر میں) دُعا کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر جب اُسے دُعا پہنچ جاتی ہے، تو وہ دُعا اُسے دُنیا اور دُنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) زمین والوں کی دُعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً وصال شدہ لوگوں کے لئے زندوں کا بہترین تحفہ اِستغفار ہے''۔☆

☆ جو لوگ دُعاؤں اور اِستغفار کے پہنچنے کے منکر ہیں۔ اُنہیں دورِ جدید کے موبائل سے دَرس لینا چاہیے کہ لوگ ہزاروں میل دُور سے اپنے موبائل میں Message لکھتے ہیں اور اپنے دوست اَحباب کو Send کرتے ہیں (بھیجتے ہیں) تو وہ تمام حروف جو وہ اپنے موبائل میں لکھتے ہیں وہ اُس دوست یا عزیز کے موبائل میں پرنٹ ہوجاتے ہیں جس کو Sms کیا۔ دُعاؤں اور اِستغفار کے پہنچنے کے منکر روحانی سیٹلائٹ سسٹم کو ماننے سے عاری ہیں اور شرک وکفر کے فتوے لگاتے ہیں جبکہ سائنسی سیٹلائٹ کے کمالات کو مانتے ہیں کسی قسم کے شرک وکفر کے خطرے میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اگر موبائل میں sms کے ذریعے پیغام پہنچ سکتا ہے تو روحانیت کے ذریعے دُعا و اِستغفار بھی پہنچ جاتے ہیں۔

نوٹ: اِس حدیثِ پاک سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو **فاتحہ اور ایصال ثواب** سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ **الاعتصام** میں لکھا ہے ''نمازِ جنازہ کی جس قدر دُعائیں ہیں، اُن تمام میں میّت کے لئے دُعا کا فائدہ اور نفع پہنچنا ثابت ہے''۔

---

۲ مشکوٰۃ ص ۲۰۶، میزان الاعتدال ص ۳۰۷، اللسان المیزان لابن حجر جلد ۵ ص ۳۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۹۷، الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۲، صفحہ ۲۳/۱۴، ۱۷/۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء؛ مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۶۳۔

حدیث شریف نمبر۳

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سرکارِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) وصال شدہ کے لئے دُعا فرماتے:۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ [۳]

''اَے میرے اللہ (جل جلالک) اِسے بخش دے، اِس پر رحمت نازل فرما اور اِسے عافیت عطا فرما، اِس سے دَرگزر فرما، اِس کی باعزّت مہمانی فرما اور اِسے برف اور ٹھنڈے پانی سے دھوڈال اور اِسے خطاؤں سے اِس طرح صاف ستھرا فرمادے جس طرح تو سفید کپڑے کی میل کچیل صاف فرماتا ہے۔ اِسے دُنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اِسے (دُنیا کے) اہل خانہ سے بہتر اہل خانہ عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما۔ اِسے جنت میں داخل فرما، اِسے قبر کے عذاب اور عذابِ نار سے پناہ میں رکھ''۔

حدیث شریف نمبر۴

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنْ نَّعٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبْشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ [۴] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (حضرت شاہ) نجاشی، صاحبِ حبشہ کے فوت ہونے کی خبر دی، جس دن اُن کا اِنتقال ہوا تو فرمایا: اپنے بھائی کے لئے اِستغفار کرو (بخشش چاہو)''۔

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۴۵، نسائی باب الدعاء جلد ا ص ۲۸۱۔۶۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳، مسلم جلد ا ص ۳۱۱۔
[۴] نسائی جلد ا ص ۲۶۵، مسلم جلد ا ص ۳۰۹، بخاری جلد ا ص ۱۷۷، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۳۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۴۲۰، درمنثور جلد ۲ ص ۱۱۲، جلد ۴ ص ۸۳، دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۴۱۱، البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۲۴۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۵۱۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

حدیث شریف نمبر ۵

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهٗ الْاٰنَ يُسْأَلُ** ۵ؔ

''جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم میّت کے دفن سے فراغت پاتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے اِستغفار کرو۔ (بخشش مانگو) پھر اِس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کہ اَب اِس سے سوالات ہورہے ہیں''۔

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اِستغفار:

حدیث شریف نمبر ۶

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے پاک فرمادیجئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: جاؤ لَوٹ جاؤ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) سے بخشش مانگو اور توبہ کرو۔ اَبھی تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ واپس لَوٹ آئے، عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے پاک فرمادیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پھر ویسا ہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس وجہ سے تجھ کو پاک کروں؟ (حضرت ماعز بن ملک رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا، زنا سے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم فرمایا اور اُن کو رجم کیا گیا۔ (اِس واقعہ کے بعد) لوگوں کے دو گروہ ہوگئے۔ ایک کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) تباہ ہوگیا۔ گناہ نے اُس کو گھیر لیا اور دوسرا کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) کی اِس توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ

۵ؔ ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۳، مستدرک حاکم جلد ا ص ۳۷۶، شرح السنتہ جلد ۳ ص ۲۸۰، مشکوٰۃ ص ۲۶، ابن السنی حدیث نمبر ۵۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۸۸ ۔ ۴۲۱۶۰، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۷۔

آپ ﷺ کے نورانی دستِ مبارک میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے کہ مجھے پتھروں سے مار دیجئے۔ دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے۔ پھر دوسرے یا تیسرے دن (یعنی دوجے یا تیجے دن) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا اور بیٹھ گئے۔ **فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ** (رضی اللہ عنہ) **فَقَالُوْا غَفَرَ اللّٰهُ لِمَا عِزِا بْنِ مَالِكٍ** ۶ ''پھر فرمایا' ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے لئے اِستغفار کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بخشش کے لئے دُعا کی کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم حضرت) ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرمائے''۔ پھر رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا کہ ''ماعز (رضی اللہ عنہ) نے اَیسی توبہ کی ہے اگر وہ توبہ ایک اُمت کے لوگوں میں تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو جائے''۔

اہلِ بقیع کی بخشش کی دُعا:

حدیث شریف نمبر ۷

(اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، محدّثہ، مفکرہ، مفسرہ، مقنّنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے' فرماتی ہیں: **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّآ اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ** ۷ ''رسول اللہ ﷺ کا طریقِ مبارک تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری وقت میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے ''اَے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل

---

۶ مسلم جلد۲ ص ۶۷، ۶۸' دارقطنی جلد۳ ص ۹۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۸۳' جلد۸ ص ۲۴۱۔ ۷ مسلم جلد۱ ص ۳۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۷۹، جلد۵ ص ۲۴۹' کتاب الاذکار ص ۱۵۰' ابن السنی حدیث نمبر ۵۸۵' مشکوٰۃ ص ۱۵۴' نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۹' مرقاۃ جلد۴ ص ۲۱۹

کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے۔ اِنشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔ (پھر فرماتے) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ ۸ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما''۔

حدیث شریف نمبر ۸

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۹ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے وہ تیرے ذمہ (کرم) اور تیرے قریب کے عہد میں ہے تو اِسے (اپنے فضل وکرم سے) قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچالے اور تو وفا وحق والا ہے۔ اَے میرے معبودِ برحق (جل سلطانک) اِس کی بخشش فرما اور اِس پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشش فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے''۔ (کتاب الاذکار اور کنز العمال میں وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَمْدِ یعنی ''تو وفا اور تعریفوں والا ہے'' کا ذکر ہے)۔

حدیث شریف نمبر ۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی) نمازِ جنازہ پڑھی اور یہ دُعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَآءَ نَافَاغْفِرْلَهٗ ۱۰

۸ ایضاً۔ ۹ کتاب الاذکار ص ۱۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۱۰۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۱، حدیث نمبر ۳۲۰۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۲، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۴۳۔ ۱۰ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۵۸۔۳۴۵۔۳۶۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۴۲، کتاب الاذکار ص ۱۳۴، ۱۴۷، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۰۲، مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۸۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۸۸، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۰۔

''اَے میرے اللہ (جَلَّ شانُک) تو اِس کا پروردگارِ (حقیقی) ہے، تو نے اِسے پیدا فرمایا، تو نے ہی اِسے اِسلام کی ہدایت عطا فرمائی، تو نے ہی اِس کی روح قبض فرمائی تو ہی اِس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ہم شفیع آئے ہیں اِس کی بخشش فرما''۔

حدیث شریف نمبر۱۰

(حضرت) سعید بن مسیّب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا۔ جب (میّت کو) قبر میں رکھا تو فرمایا: **بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ** ''اللہ (جَلَّ جلالہ) کے نام پر، اللہ (جل شانہ) کی راہ پر اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملّت پر''۔ پھر جب قبر پر اینٹیں برابر کرنے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کیا: **اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْکَ رِضْوَانًا** [11] ''اَے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) اِس کو تو (اپنے کرم سے) شیطان اور عذابِ قبر سے بچا۔ اَے میرے اللہ (عزوجل) اِس کی پسلیوں کو زمین سے جدا رکھ (یعنی قبر کی دیواریں مل کر اِس کی پسلیاں نہ توڑیں)۔ اِس کی رُوح کو چڑھالے (یعنی اپنے قرب میں بلند فرما) اور اِس کو اپنی رضامندی نصیب فرما''۔

(حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یہ دُعا تم نے اپنی رائے سے پڑھی ہے یا رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: مجھے یہ اِختیار نہیں کہ جو چاہوں کہوں، بلکہ میں نے اِس دُعا کو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

رَحم کی دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

---

[11] ابن ماجہ ص۱۱۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۵۵، تفسیر قرطبی جلد۳ جز۶ ص۱۴۴، جمع الجوامع حدیث نمبر۹۸۶۶، کنز العمال جلد۱۵ ص۵۸۸، (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ فرماتی ہیں، (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے) فرمایا: یوں کہا کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ''مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والوں کوسلام''۔ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ ۱۲ ''اور اللہ (جل جلالہ) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے'' (اور پھر یوں کہے:) ''انشاء اللہ (العزیز) ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔

مُردوں کے شمار کے موافق ثواب:

وَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّآ اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَیَقْرَاُ یٰسٓ وَ فِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَءَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَا الْاَمْوَاتَ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ ۱۳ ''اور قبرستان میں زیارت کرتے وقت یہ الفاظ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ''اے ایمان دار قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ بے شک اگر اللہ (تبارک وتعالٰی جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے چاہا تو ہم تم سے ملیں گے''۔ اور سورۂ یٰسین پڑھے اور حدیثِ پاک میں ہے کہ ''جو شخص سورۃ الاخلاص گیارہ بار پڑھ کر اِس کا ثواب مُردوں کو بخش دے گا۔ تو مُردوں کے شمار کے موافق اُس کو ثواب دیا جائے گا''۔

صاحبِ دُرِّ مختار کی اِس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم کی تلاوت کا ثواب مُردوں کو بخشنا صرف اُنہی کے لئے نہیں بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لئے بھی اَجر کا باعث ہے۔

---

۱۲ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۸، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۰۔ ۱۳ غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ جلد ۱ ص ۴۲۳ سطر نمبر ۱۱ مطبوعہ نامی منشی نول کشور لکھنؤ (بھارت)۔

نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کوئی شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین پڑھے تو اُس دن (اہلِ قبور) کے عذاب میں نرمی ہو جاتی ہے اور اِس پڑھنے والے کو اُن (اہلِ قبور) کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں''۔ ۱۴

گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ شریف کا ثواب:

حضرت ابو محمد سمرقندی علیہ الرحمہ نے سورۃ الاخلاص کے فضائل میں (مرفوعاً) ذکر کیا ہے کہ:۔ ''مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِحْدٰی عَشَرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَہُ الْاَمْوَاتَ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ '' ۱۵ ''جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور اُس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے برابر اُسے اَجر ملے گا''۔

قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا:

حضرت ابوالقاسم سعد بن علی انجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے **فوائد** میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: **مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَ اَلْھَاکُمُ التَّکَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ کَلَامِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ کَانُوْا شُفَعَاءَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی** ۱۶ ''جو قبرستان میں داخل ہو اور پھر سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر کہے یعنی یہ دُعا کرے:'' اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک) میں نے جو تیرا قرآنِ مجید پڑھا ہے اِس کا ثواب مومن مَردوں اور مومنہ عورتوں دونوں کو عطا فرما، تو وہ قبر والے قیامت کے دن اِس کے سفارشی ہوں گے''۔

حدیث شریف نمبر ۱۱

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی

۱۴ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۹۔ ۱۵ شرح الصدور ص ۲۹۶۔ ۱۶ شرح الصدور ص ۲۹۶۔

ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، اُن کی آنکھیں (وصال کے وقت) کھلی رہ گئی تھیں۔ اُنہیں بند کردیا۔ پھر فرمایا: کہ جب روح قبض کرلی جاتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے جاتی ہے۔ اُن کے گھر والوں نے آہ وبقا کی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: اپنے متعلق خیر ہی کی دُعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَ بِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ** ۱۷ "اے میرے اللہ (جل شانک) ابوسلمٰی (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اِس کا درجہ بلند فرما اور اِس کے پسماندگان کا تو خلیفہ ہو اور اے ربُّ العالمین (جلَّ شانک) ہماری اور اِس کی مغفرت فرما اور اِس کی قبر میں وسعت فرما اور اِس کی قبر میں اِس کے لئے نور عطا فرما"۔

عافیت وسلامتی کی دُعا:

حدیث شریف نمبر ۱۲

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اُنہیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ** "مومنو اور مسلمانو کے گھر والو! تم پر سلام ہو"۔ اور کہیں: **اِنَّآ اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ** "اِنشاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں" اور کہیں "**نَسْئَالُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ**" ۱۸ "ہم

---

۱۷ مسلم جلد ا ص ۳۰۱، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۷، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۳ ص ۳۷۳، جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۹، نصب الرایہ جلد ۴ ۲۵۴، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۳۵۷۔

۱۸ مسلم جلد ا ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، نسائی جلد ا ص ۲۸۷، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، ابن ماجہ ص ۱۱۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۶۰، ۳۵۳، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۷۹، کتاب عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۸، کنز العمال باب زیارۃ القبور جلد ۷ ص ۱۵۹، الاسماء والصفات للبیھقی ص ۱۶۶۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں''۔

نوٹ: کنز العمال میں **وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالصَّالِحِیْنَ وَالصَّالِحَاتِ...... لَاحِقُوْنَ** تک ہے۔ بحوالہ ابن سنی، عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

سلامتی کی دُعا:

حدیث شریف نمبر ۱۳

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، آپ ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور فرمایا: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ** [۱۹] ''اَے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام''۔

سلام اور بخشش کی دُعا:

حدیث شریف نمبر ۱۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم (غیب بتانے والے محبوب ﷺ) مدینہ (منوّرہ) میں کچھ قبروں پر گزرے۔ (یعنی قبروں کے پاس سے گزرے) اُن کی طرف اپنا رخِ انور فرمایا اور بایں الفاظ اُن کو سلام فرمایا اور بخشش کی دُعا فرمائی:۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ** [۲۰] ''اَے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اَگلے ہو، ہم تمہارے پیچھے''۔

---

[۱۹] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، ۸۷، جلد ۵ ص ۲۴۹، مؤطا اِمام مالک ص ۲۸، مسند ابوعوانۃ جلد ۱ ص ۱۳۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، کتاب عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۹، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۵۳۷، کنز العمال جلد ۱۵، ص ۶۵۴، ۶۴۸، ۶۴۷، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۵۔ [۲۰] ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۴۷، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۱۸۔

نماز کی طرح دُعا میں بھی اِخلاص:

حدیث شریف نمبر ۱۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ** [۲۱] ''جب تم میّت پر نماز پڑھ لو، تو اُس کے لئے خلوصِ دل سے دُعا کرو''۔

فوت شدہ والدین کے لئے اَولاد کی دُعا:

حدیث شریف نمبر ۱۶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ** [۲۲] ''جب اِنسان مرجاتا ہے تو اُس کے اَعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔ سوائے تین اَعمال کے۔ (۱) صدقۂ جاریہ (دائمی خیرات یعنی اَیسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)۔ (۲) اَیسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے۔ اور (۳) یا وہ نیک بچہ (اَولاد) جو اُس کے لئے (مرنے کے بعد) دُعا کرے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش کی دُعا کروانا:

حدیث شریف نمبر ۱۷

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''جب نبی

---

[۲۱] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۴۰، تلخیص الحبیر جلد۲ ص۱۲۲، کنز العمال جلد۱۵ ص۵۸۱، مشکوٰۃ ص۱۴۶، ابن ماجہ ص۱۰۹، ابوداؤد جلد۱ ص۱۰۰، کتاب الاذکار ص۱۳۴، مرقاۃ جلد۴ ص۱۴۱۔

[۲۲] مسند احمد جلد۲ ص۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۲۷۸، شرح السنۃ جلد۱ ص۲۳۷، مشکل الآثار جلد۱ ص۹۵، کنز العمال جلد۱۵ ص۹۵۲، ابوداؤد جلد۲ ص۴۴، مشکوٰۃ ص۳۲، ابن کثیر جلد۷ ص۴۴۰، مرآۃ جلد۱ ص۱۸۸، ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص۲۰۲/۱۲ جلد۳۲ شمارہ ۱۴۔۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص۵۲۱۔

کریم رؤف ورحیم ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے حضرت ابو عامر اشعری (عبید بن سلیم رضی اللہ عنہ) کو سردار بنایا اور ایک لشکر دے کر اَوطاس کی طرف بھیجا، وہاں دُرید بن صمہ (کافروں کے سردار) سے مقابلہ ہوا۔ دُرید مارا گیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) نے اُس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اَوطاس کے مقام پر بھیج دیا گیا تھا۔ اِس لڑائی کے دوران ایک تیر حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر لگا جو ایک جشمی شخص نے مارا تھا۔ آپ زخمی ہو گئے۔ تیر اُن کے گھٹنے میں گھس گیا۔ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اُن کے پاس گیا، پوچھا: چچا صاحب یہ تیر کس نے مارا ہے؟ اُنہوں نے اُس جشمی شخص کی طرف اِشارہ کیا اور کہنے لگے یہی میرا قاتل ہے۔ چنانچہ میں نے اُس کا پیچھا کیا۔ اُس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا، میں اُس کے پیچھے بھاگا اور یہ کہنا شروع کیا: او بے حیا! کیا تو عرب نہیں؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ ٹھہر گیا۔ پھر میرا اور اُس کا مقابلہ ہوا، اُس نے بھی وار کیا، میں نے بھی وار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اُسے واصل جہنم کیا۔ پھر لوٹ کر (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا۔ میں نے کہا، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) نے تمہارے قاتل کو مارا۔ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے، اَے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ: **یَقُوْلُ لَکَ اَبُوْ عَامِرٍ اَنِ اسْتَغْفِرْلِیْ** (بخاری شریف کے لفظ ہیں **وَقُلْ لَّهُ اسْتَغْفِرْلِیْ**) یہ کہ ''(حضرت) ابو عامر گزارش کرتے تھے کہ میری بخشش کے لئے دُعا فرمائیے''۔ یہ کہہ کر (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے اپنا خلیفہ بنا دیا۔ بعد ازیں تھوڑی دیر کے لئے زندہ رہے پھر شہید ہو گئے۔ جب میں لَوٹ کر آیا تو آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک کوٹھڑی میں بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، اُس پر بستر بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانی پشت مبارک اور نورانی پہلو مبارک

میں بان کے نشانات پڑ گئے۔ میں نے اپنا اور اپنے چچا (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کا حال بیان کیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے دُعا کی درخواست کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو شریف فرمایا، پھر اپنے ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دُعا فرمائی:- **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ** ''اے اللہ (عزوجل)! عبید ابو عامر کو بخش دے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھائے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نورانی) بغلوں (مبارک) کی سپیدی دیکھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:- **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ** ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم)! قیامت کے دن اِس (ابو عامر رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبے والا) فرما''۔ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرے لئے بھی دُعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہِ اَقدس میں عرض کیا: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَهٗ وَاَدْخِلْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُدْخَلًا کَرِیْمًا** ۲۳ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) عبد اللہ بن قیس (یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اُس کو عزت کی جگہ (بہشت میں) داخل فرما''۔

نمازِ جنازہ میں دُعا:

حدیث شریف نمبر ۱۸

حضرت ابراہیم الاشہلی رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ

---

۲۳ بخاری باب غزوہ اَوطاس جلد۲ ص ۶۱۹، بخاری باب الوضوء عند الدعا جلد۲ ص ۹۴۴، بخاری جلد۱ ص ۴۰۴، تیسیر الباری جلد۵ ص ۴۸۲، مسلم جلد۲ ص ۳۰۳، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص ۳۳۹، دلائل النبوۃ جلد۵ ص ۱۵۳، کنز العمال جلد۱۰، ۱۱ ص ۶۳۶۷، ۵۶۶؛ جمع الجوامع حدیث نمبر ۴۹۹۶، فتح الباری جلد۸ ص ۵۱، جلد۱۱ ص ۲۲۴، جلد۶ ص ۱۰۰، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز ۲۳ ص ۱۲، جلد۷ جز ۱۴ ص ۱۶۹، جلد۹ جز ۱۷ ص ۳۰۱۔

رسول اللہ ﷺ جب نمازِ جنازہ پڑھتے تو یہ دُعا پڑھتے: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا** ۲۴ ''اَے میرے اللہ (جَلّ جلالک) بخشش فرما' ہمارے زندہ اور وصال شدہ لوگوں کی اور حاضر وغائب چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کی''۔

ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُس میں محولہ بالاکلمات کے علاوہ یہ اَلفاظ زائد ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ** ۲۵ ''اَے میرے اللہ (جَلّ جلالک) جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اِسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو فوت کرے تو اِیمان کے ساتھ فوت کر''۔

ابنِ ماجہ میں یہ اَلفاظ زیادہ ہیں:- **اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ** ۲۶ ''اَے میرے اللہ (جَلّ جلالک) ہمیں اِس کے اَجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اِس کے بعد گمراہ نہ چھوڑ''۔

بچے کے لئے بھی دُعا:

حدیث شریف نمبر ۱۹

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے اُس بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جس نے کبھی خطا نہ کی تھی لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: **اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ** ۲۷ ''اَے میرے اللہ (جَلّ جلالک) اِسے عذابِ قبر سے بچالے''۔

---

۲۴ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸' ابنِ ماجہ ۲ ص ۱۰۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۸' جلد ۴ ص ۱۷۰' جلد ۵ ص ۴۱۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۴۱' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۵۸' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳' مشکوٰۃ ص ۱۴۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۴۷' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۳۲' مشکل الآثار جلد ۱ ص ۴۲۲' کنز العمال' جلد ۱۵ ص ۵۱۶' مصنّف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۱۹' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۱' کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۴۲' ۱۵۸۔ ۲۵ ایضاً۔ ۲۶ ابن ماجہ ص ۱۰۹۔ ۲۷ مشکوٰۃ ص ۱۴۷' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۱۶۷' مؤطا اِمام مالک ص ۲۰۹۔

نوٹ: وصال شدہ لوگوں کے لئے دُعائیں کرنا عینِ اِسلام ہے اور دُعاؤں کے خلاف لکھنا، بولنا سب غیر اِسلامی اَنداز ہے۔ دُعا تو دُعا، اِستغفار تو اِستغفار اگر مرنے والے کے حق میں اچھی بات کہی جائے تو یہ بھی اُس کو نفع دیتی ہے۔

زندوں کا میّت کی تعریف سے میّت کو نفع:

حدیث شریف نمبر ۲۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ ایک جنازہ پر گزرے۔ **فَاَثْنُوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ (رُسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا اُخْرٰى فَاَثْنُوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ (رُسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ شَهِيْدٌ** [۲۸] ''پھر اُس کی بھلائی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، پھر ایک دوسرے جنازے پر گزرے، اُس کی بُرائیوں کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی۔ بعد میں فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے پر گواہ ہے''۔

نسائی شریف میں یہ زیادہ ہے۔ ''فرشتے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے گواہ ہیں، آسمان میں''۔ یعنی جس کے لئے تم نے بہتری کی گواہی دی، وہ اللہ (عزّوجلّ) کے نزدیک بھی بہتر ہے، اُس کے لئے جنت واجب ہوئی۔

حدیث شریف نمبر ۲۱

ایک دوسری حدیث شریف میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اُس میں ہے، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ جس کی تم نے تعریف کی، اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی، اُس

---

[۲۸] نسائی جلد ۱ ص ۲۷۳، ابن ماجہ ص ۱۰۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۸ ۔ ۴۹۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۵۔

کے لئے دوزخ واجب ہوگئی ہے۔ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ [۲۹] ''تم لوگ زمین میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے گواہ ہو''۔

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے (بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ) وحیدالزماں صاحب غیر مقلد نے اِس باب کے ضمن میں لکھا ہے ''بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے''۔

حدیث شریف نمبر۲۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لِهٰذِهٖ وَجَبَتْ وَلِهٰذِهٖ وَجَبَتْ'' اُس کے لئے واجب ہے، اُس کے لئے بھی واجب ہے۔ تو جواباً فرمایا: شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهُوْدُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ [۳۰] ''لوگوں کی شہادت اور مومنین زمین پر اللہ (جَلَّ جلالہ) کے شاہد ہیں''۔

حدیث شریف نمبر ۲۳

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں مدینہ شریف آیا (ایک روز امیر المؤمنین) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا' ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اُس کی تعریف کی (امیر المؤمنین) حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔

---

[۲۹] فتح الباری جلد۳ ص ۹۳' مرآۃ جلد۲ ص ۴۷۲' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ ص ۷۵' جلد۱۰ ص ۱۲۳' ۱۰۹' مسند احمد جلد۳ ص ۲۴۵' ۱۹۸' ۱۸۶' ۱۷۹' الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۴۶' جمع الجوامع حدیث نمبر ۴۵۶۶' مجمع الزوائد جلد۳ ص ۵' مشکل الآثار جلد۴ ص ۲۹۰' ۲۸۹' ۲۸۸' مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص ۳۶۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص ۲۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۷۹' نسائی جلد۱ ص ۲۷۳' باب الثناء مسلم جلد۱ ص ۳۰۸' (مسلم شریف میں تین دفعہ واجب ہوگئی' واجب ہوگئی' واجب ہوگئی کا ذکر ہے) ترمذی جلد۱ ص ۲۰۴' حدیث نمبر ۲۸۹۸' حلیۃ الاولیاء جلد۲ ص ۱۹۷۔ [۳۰] ابن ماجہ ص ۱۰۸' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۱۰ ص ۲۳' طبرانی جلد۱۹ ص ۱۵۶' حلیۃ الاولیاء جلد۲ ص ۱۹۲' مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص ۳۶۷۔

فرمایا: واجب ہوئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی بُرائی بیان کی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُس کے لئے بھی فرمایا: واجب ہوئی۔ (حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یاامیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) کیا واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اُسی طرح کہا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے لئے چار آدمیوں نے بہتری کی گواہی دی اُس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ہم نے کہا، اگر تین آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: تین ہی سہی۔ ہم نے کہا اگر دو آدمی گواہی دیں۔ آپ نے فرمایا دو ہی سہی۔ ۳۱؎

فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا:

حدیث شریف نمبر ۲۴

اِسی لئے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِرشادِ مقدّس ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا ہے:- **اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکَفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ** ۳۲؎ ''اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور اُن کی برائیوں سے باز رہو''۔

نوٹ: حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے وصال شدہ لوگوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر بے دینوں' غدارانِ ملت' دشمنانِ اِسلام مرزائیوں اور رسولِ کریم رؤف ورحیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گستاخوں کی برائی بیان کرنا، اِس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے روایانِ اَحادیثِ مبارکہ میں، دروغ گو

۳۱؎ نسائی جلد ا ص ۲۷۳' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۷۵' (بیہقی میں ہے ہم نے ایک کا نہ پوچھا) مشکوٰۃ ص ۱۴۵' بخاری جلد ا ص ۱۸۲' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۰' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۱۹۳' فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳۔ ۳۲؎ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰۰' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۷۵' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۴' مشکوٰۃ ص ۱۴۷ حدیث نمبر ۱۶۷۸' میزان الاعتدال حدیث نمبر ۶۲۶۷' المعجم الصغیر للطبرانی جلد ا ص ۱۶۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۴۳۸' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۱۔

راویوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

حدیث شریف نمبر ۲۵

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا برائی سے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **لَا تَذْكُرُوا هَلْكَاكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ** [۳۳] "اپنے فوت شدہ (لوگوں) کا ذکر مت کرو مگر بھلائی سے"۔

کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۱۲ میں **هَلْكَاكُمْ** کی بجائے **اَمْوَاتَكُمْ** کا لفظ ہے۔

حدیث شریف نمبر ۲۶

ایک دوسری روایت جو انہی سے مروی ہے، میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عظیم ہے: **لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَاقَدَّمُوْا** [۳۴] "اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دو، وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے"۔

سو آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا:

حدیث شریف نمبر ۲۷

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: **مَامِنْ مَيِّتٍ يُّصَلِّىْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شَفَعُوْا فِيْهِ** [۳۵] "جب کسی (صاحبِ ایمان) میّت پر ایک سو مسلمان نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور اُس کی (بخشش کی) شفاعت کرتے ہیں تو (اللہ کریم کی بارگاہِ بے کس پناہ

---

[۳۳] نسائی جلد ۱ ص ۲۷۴۔ [۳۴] نسائی جلد ۱ ص ۲۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۴۵، بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۰، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۳۰، فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۳۳۔ [۳۵] مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۰، نسائی (دو روایات) جلد ۱ ص ۲۸۲ ۲۸۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۴، ۳۴۳ (دو روایات)، مسند احمد جلد ۶ ص ۴۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۵، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔

میں) ضرور اُس کی شفاعت ہوگی"۔ (یعنی مرنے کے بعد دُعا و اِستغفار تو ایک طرف جو بہت بڑا انعام ہے جو کسی مسلمان کو اُس کے مرنے کے بعد ملے۔ جنازے میں ایک سو صحیح العقیدہ شمع توحید و رسالت کے پروانے مسلمانوں کا شامل ہونا، بخشش کا ذریعہ بنتا ہے۔

وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اِس حدیث پاک کے ضمن میں لکھا ہے:۔
"میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع کرے اور اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے"۔ (صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد۲ ص ۱۳۸۶ از وحید الزماں صاحب)

اپنے لئے شفاعت کی بڑی تمنا رکھی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز تمام صحیح العقیدہ اہل ایمان کی شفاعت ہوگی۔

حدیث شریف نمبر ۲۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: **مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُفِرَلَهٗ** [۳۶]
"جس (صحیح العقیدہ) مسلمان پر سو (صحیح العقیدہ) مسلمان نمازِ (جنازہ) پڑھیں تو اُس کی مغفرت ہوجائے گی"۔

چالیس آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا:

حدیث شریف نمبر ۲۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک فرزند مقام قدید یا عسفان میں فوت ہوگیا تو اُنہوں نے حضرت کریب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: دیکھو (نمازِ جنازہ کے لئے) کتنے لوگ جمع ہوئے ہیں؟ حضرت کریب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں گیا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور اُن کی اِطلاع دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تمہارے اَندازے میں وہ چالیس ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی

[۳۶] ابن ماجہ ص ۱۰۸، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۱۰۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۲۔

ہاں! فرمایا: جنازہ نکالو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:۔ ''مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا شَفَعَھُمُ اللّٰہُ بِہٖ ۳۷'' جس مسلمان کے جنازے میں چالیس آدمی (صحیح العقیدہ مسلمان) اَیسے شریک ہوں جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کے حق میں ضرور اُن کی شفاعت قبول فرماتا ہے''۔

تین صفیں بخشش کا وسیلہ:

حدیث شریف نمبر ۳۰

حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب نمازِ جنازہ اَدا فرماتے اور لوگ تھوڑے ہوتے تو اُن کی تین صفیں کردیتے پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ ۳۸ ''جس میّت پر تین صفوں نے نماز پڑھی اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی''۔

۳۷ مسلم جلد۱ ص ۳۰۸' نسائی جلد۱ ص ۲۸۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۳ ص ۳۸۱' شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۶۱' الترغیب والترھیب جلد۴ ص ۳۴۳' مشکل الآثار جلد۱ ص ۱۰۶' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' کنزالعمال جلد۱۵ ص ۵۸۲' ابن ماجہ ص ۱۰۸۔ ۳۸ ترمذی جلد۱ ص ۲۰۰' کنزالعمال جلد۱۵ ص ۵۸۲' ابن ماجہ ص ۱۰۸' مشکوٰۃ ص ۱۴۷' مرآۃ جلد۲ ص ۴۸۵۔

اشاعتِ دین و تبلیغ دین

اشاعتِ دین اسلام کے لئے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کرواسکتے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور

صدقہ

فوت ہونے کے بعد صدقہ:

حدیث شریف نمبر ۳۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: **اِنَّ اَبِیُ مَاتَ وَ تَرَکَ مَالًا وَّلَمۡ یُوۡصِ فَهَلۡ یُکَفِّرُ عَنۡهُ اِنۡ تَصَدَّقۡتُ عَنۡهُ قَالَ نَعَمۡ** [۳۹] ''یہ کہ میرے والد (صاحب) فوت ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیّت نہیں کی تو اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ (وخیرات) کروں تو کیا اُنہیں ثواب پہنچے گا؟ (حضور ﷺ نے) فرمایا: ہاں!''

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:۔''یہ حدیث اثبات مدعا کے لئے کسی توضیح وتقریر کی محتاج نہیں ہے۔ایک شخص مرگیا ہے، اُس نے کوئی وصیّت بھی نہیں کی جس کے بعد قانونِ شرعی کے مطابق اُس کا متروکہ (مال واَسباب) وارثوں کی طرف منتقل ہوگیا۔اَب اُس کا لڑکا پوچھتا ہے کہ میں اگر اپنے مرحوم باپ کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو یہ اُن کے لئے کفّارہ ہوسکتا ہے یا نہیں''۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ''ہاں! یہ ہوسکتا ہے''۔(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۵)

حدیث شریف نمبر ۳۲

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّی افۡتُلِتَتۡ نَفۡسُهَا وَلَمۡ یُوۡصِ وَاِنِّیۡ اَظُنُّهَا لَوۡ تَکَلَّمَتۡ لَتَصَدَّقَتۡ فَلَهَا اَجۡرٌ اِنۡ تَصَدَّقۡتُ عَنۡهَا وَلِیَ اَجۡرٌ قَالَ نَعَمۡ** [۴۰] ''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس

---

[۳۹] ابن ماجہ ص ۱۹۹، مسلم جلد ۲ ص ۴۱، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ [۴۰] ابن ماجہ ص ۱۹۹ مسلم جلد ۲ ص ۴۱۔

میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ (ماجدہ صاحبہ) کا اَچانک دَم نکل گیا اور اُنہوں نے وصیّت نہ کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر سکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اَب اگر اُن کی طرف سے میں کوئی صدقہ (وخیرات) کرتا ہوں تو کیا اُنہیں اِس کا اَجر ملے گا اور مجھے بھی ثواب ہوگا یا نہیں؟ فرمایا: ہاں!'' یعنی دونوں کو ثواب ہوگا۔

وحید الزماں صاحب غیر مقلد اِس حدیث شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''اِس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ میّت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اہلسنّت نے اِس پر اِتفاق کیا''۔

حدیث شریف نمبر ۳۴

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: **اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَّهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ** [۱] ''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ (صاحبہ) اَچانک فوت ہوگئیں اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر پاتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ اَب اگر اُس کی طرف سے میں خیرات کروں تو کیا اُس کو اَجر و ثواب سے نوازا جائے گا؟ فرمایا: ہاں!''

''اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ میّت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہلِ حدیث کا اِس پر اِتفاق ہے۔ معتزلہ نے اِس کا اِنکار کیا ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ صفحہ ۳۳۵ من وعن)

آج کل کے متشدّد، متعصّب، فرقہ پرست لوگ معتزلہ فرقہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور قرآنِ مجید واَحادیثِ مبارکہ کی مخالفت کررہے ہیں اور مرنے کے

---

[۱] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۰، الادب المفرد ص ۹، فتح الباری جلد ۳ ص ۹۵، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۱، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۴۴، مسلم جلد ۲ ص ۴۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۲، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۲۸، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۳۵۔

بعد دُعا و اِستغفار اور اِیصالِ ثواب کا اِنکار کرتے ہیں۔

شیخِ محقق حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اِس حدیث شریف کے تحت، اشعۃ اللمعات جلد۲ ص ۶۹ (مطبوعہ نول کشور) میں لکھتے ہیں۔

''دریں حدیث دلیل اَست برآ نکہ ثواب صدقہ می رسد بہ میّت و همچنیں دُعا و اِستغفار برائے میّت و مذہبِ اہلِ حق یعنی اہلسنّت و جماعت اندریں است''۔ ''اِس حدیث شریف میں اِس امر کی دلیل ہے کہ میّت کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے اِسی طرح میّت کے لئے دُعا اور اِستغفار بھی صحیح ہے۔ اہلِ حق یعنی اہلسنّت و جماعت کا مذہب یہی ہے''۔

ابوداؤد جلد۲ ص ۴۲ میں ہے کہ: ''ایک عورت نے اپنی والدہ صاحبہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جواب عطا فرمایا۔ اَیسے ہی نسائی جلد۲ ص ۱۳۲ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے۔

پانی کا صدقہ جاریہ:

حدث شریف نمبر ۳۴

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:۔ **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ** [۴۲] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی، (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے؟''۔

اِس حدیثِ پاک کی بعض روایات میں یہ اِضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی

---

[۴۲] مشکوۃ ص ۱۶۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳، نسائی جلد۲ ص ۱۳۲، مرآۃ جلد۳ ص ۱۰۴، تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۲ (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ۲۳۰ ص ۱۴ (جلد۳۲ شمارہ ۱۲-۱۳، ۱۷-۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ **فَتِلْکَ سِقَایَۃُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ** (مدینہ شریف میں سقایہ آل سعد کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی سقایہ آل سعد کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیث پاک کا اِستنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے" (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیو بندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: **سقی الماء** "پانی پلانا" **فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ** "یہ تو مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے"۔

(تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ میں وحید الزماں صاحب (غیر مقلد) نے اِسی روایت کا حوالہ دیا ہے)۔

اَب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں، ایصالِ ثواب کی نیّت سے لگانا، اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارک ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے اَلفاظ زبان سے اَدا کرنا سُنّت ہے کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میّت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنوئیں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا"۔ (مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیثِ مبارک میں یہ نہیں آیا کہ اِیصالِ ثواب حرام ہے۔ اَیسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے ڈریں اوراپنی اِصلاح کریں۔

(پھلوں والے) باغ کا صدقہ:

حدیث شریف نمبر ۳۵

حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اوراُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیّت کرجاؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیّت کرجاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا اِنتقال ہوگیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اِس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں عرض کیا: **يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ اَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَآئِطُ كَذَاوَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ** [۴۳] "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے"۔

حدیث شریف نمبر ۳۶

ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اِس طرح ہے:- **اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّهٗ تُوُفِّيَتْ اَفَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِيْ مَخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اَنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا** [۴۴] "کہ کسی آدمی نے

---

[۴۳] نسائی جلد۲ ص ۱۳۲۔ [۴۴] نسائی جلد۲ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد۲ ص ۴۲۔

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اِس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں''۔

حدیث شریف نمبر ۳۷

صحیح بخاری میں اِسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اِس طرح ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا: **اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافُ صَدَقَةٌ عَلَیْهَا** [۴۵] ''کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے''۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اَعمال پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اَعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔

یہ بات پیشِ نظر رہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیثِ پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اِس معاملہ میں گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں اَیسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا''۔ [۴۶]

---

[۴۵] بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲' فتح الباری جلد ۵ ص ۴۹۶' عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۶' تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷' تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸۔ [۴۶] ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع)۔

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ا ص ۳۸۶ پر **بَابٌ اِذَا قَالَ أَرْضِیْ اَوْبُسْتَانِیْ صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ عَنْ اُمِّیْ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَّمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَالِكَ** ۴۷ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے)۔ کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۳۸ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيْهِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ وَ يَنْفَعُهٗ ۴۸ ''اِس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے''۔

صدقہ کرنے کا حکم:

حدیث شریف نمبر ۳۸

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا' **اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا** ۴۹ ''میری ماں اَچانک فوت ہوگئی ہے' میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو''۔

مذکورہ بالا حدیث پاک حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''**بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءُ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ** ۵۰ (کوئی اَچانک فوت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے

۴۷۔۴۸ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔ ۴۹ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔ ۵۰ بخاری جلد ا ص ۳۸۶' فتح الباری جلد ۵ ص ۴۸۴' عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۵۔

صدقہ کریں اور میّت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

فوت ہونے والے کو اپنے کیئے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب:

حدیث شریف نمبر ۳۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ ا۵ ”جب اِنسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین اَعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقۂ جاریہ۔ (۲) اَیسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اَولادِ صالح جو اُس کے لئے دُعائے خیر کرتی ہے“۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے یہاں لکھا ہے ”یہ تین سلسلے یا اِن میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا“۔ (تحقیق مسئلہ اِیصال ثواب ص ۱۱)

”مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اوّل کو بھی اُس کے ثواب کا حصّہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم وتعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلہءِ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا اِس لئے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے“۔ (تحقیق مسئلہ اِیصالِ ثواب ص ۱۱)

مرنے کے بعد اَعمال جاری:

حدیث شریف نمبر ۴۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ا۵ (یہ حدیث پیچھے صفحہ نمبر ۴۰ پر بیان ہو چکی ہے۔ وہاں اِس کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔)

فرمایا: چار اشخاص کا عمل جاری رہتا ہے۔ (۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) وہ، جو علم سکھاتا ہے یعنی عالم۔ (۳) وہ آدمی، جو صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ جاریہ کی صورت میں ہو۔ (۴) وہ آدمی، جس نے صالحہ اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لئے دعا کرے۔ ۵۲؎

میّت کی طرف سے اعمال:

صاحبِ ہدایہ نے **بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَیْرِ** میں لکھا ہے **اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرٍ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ غَیْرَهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ** ۵۳؎ "انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ جو بھی عمل ہو، اہلسنّت و جماعت کے نزدیک صحیح مذہب ہے"۔

ہدایہ کی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معتزلہ (گمراہ فرقہ) نے تمام اقسام کی عبادات کا ثواب مُردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے۔

صاحبِ ہدایہ نے عقیدۂ صحیحہ پر (کہ میّت کو ثواب پہنچتا ہے) دلیل کے طور پر ایک حدیث شریف پیش کی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ ضَحّٰی بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ اُمَّتِهٖ ۵۴؎ "نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے دو مینڈھے، سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے، ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی اُمت کی طرف سے"۔

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا وہ دو بکروں کی قربانی

۵۲؎ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۱، درمنثور جلد ۴ ص ۱۱۶، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۱۹، شرح الصدور ص ۲۸۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۶۵۶۔ ۵۳؎ ہدایہ جلد ۱ ص ۲۹۲ سطر نمبر ۱۲ (مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)۔ ۵۴؎ مشکوٰۃ ص ۱۲۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۵۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۶۔

کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: ''مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وصیّت فرمائی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا ایک قربانی میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے کرتا ہوں''۔ ۵۵

اَقسام صدقہ:

حدیث شریف نمبر ۴۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَیْتًا لِاِبْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ** ۵۶ '' کہ مومن کو فوت ہونے کے بعد جن اَعمالِ حسنہ اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں (۱) وہ علم جو اُس نے خود سیکھا اور آگے سکھایا اور پھیلایا۔ (۲) نیک اَولاد جو چھوڑ گیا۔ (۳) قرآنِ مجید کہ اُس کا وارث بنا گیا یعنی میراث میں چھوڑا۔ (۴) مسجد بنا گیا۔ (۵) مسافر خانہ بنا گیا۔ (۶) نہر جاری کر گیا۔ (تالاب، سبیل، کنواں، وضو خانہ اِسی ضمن میں آئیں گے جو خلقِ خدا کی خدمت کے لئے بنا گیا۔ صدقہ جس کو اُس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا تو اُس کو مرنے کے بعد بھی اُس کا ثواب پہنچتا رہے گا''۔

مرقاۃ جلد ا ص ۳۴۶، طبع ثانی میں مسجد بنا گیا کے تحت ہے:- **مَعْنَاهُ اَلْمَدَارِسُ وَالْمَعَابِدُ الدِّیْنِیَّةِ** یعنی اِس کا معنیٰ ہے کہ دینی مدارس اور دینی ادارے قائم کر گیا۔ (ہفت روزہ الاعتصام۔ غیر مقلد) ص ۲۶۸/۵۔ ۷ نومبر ۱۹۸۰ء۔

---

۵۵ ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۹، ترمذی جلد ا ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۵۶ مشکوٰۃ ص ۳۶، ابن ماجہ ص ۲۲، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۱۹۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۱۲۱، باب نمبر ۲۴۷ حدیث نمبر ۲۴۹۔

کھیتی سے صدقہ:

حدیث شریف نمبر ۴۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مقدس ہے: مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْ كُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ ۵۷ "جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے پھر اُس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھائے (تو جس مسلمان نے وہ درخت لگائے ہوں یا کھیتی بوئی ہو) اُسے صدقہ کے برابر ثواب ملتا ہے"۔

"مسلمان کی تخصیص اِس لئے ہے کہ صدقہ سے مراد آخرت کا ثواب ہے اور کافر کو آخرت کا ثواب ہونے والا نہیں"۔ (فتح الباری جلد ۵ ص حدیث نمبر ۲۳۲۰) (بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ) وَالْمُرَادُ بِالصَّدَقَةِ الثَّوَابُ فِى الْاٰخِرَةِ وَذَالِكَ يُخْتَصُّ بِالْمُسْلِمِ "یہاں صدقہ سے مراد ہے کہ آخرت میں ثواب ملے گا اور یہ مسلمان کے لئے خاص ہے"۔

باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب:

حدیث شریف نمبر ۴۳

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَامِنْ مُسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَاسُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَلَا يَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ ۵۸ "پچھلی

۵۷ مسلم جلد ۲ ص ۱۵، بخاری جلد ۱ ص ۳۱۲، فتح الباری جلد ۵ ص ۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۳۔ ۲۲۹، دارمی جلد ۲ ص ۲۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۳۸۔ ۱۳۷، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۵۱، ۱۴۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۸، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۳۰۵، ترمذی جلد ۱ ص ۲۵۷، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۵۴، ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۲۶۹/۵/۷ (نومبر ۱۹۸۰ء) تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۵۵، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۵۹ (غیر مقلد)۔ ۵۸ مسلم جلد ۲ ص ۱۵ (باب فضل الغرس والزرع)

حدیثِ پاک میں جن باتوں کا ذکر ہے اُنہی کا اِس حدیث پاک میں بیان ہے مگر ایک بات کی زیادتی ہے کہ ''جو پھل چوری ہو جائے گا اُس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا''۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ''صدقہ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی''۔

حدیث شریف نمبر۴۴، ۴۵

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی دو دیگر روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم مبشر انصاریہ اور اُم معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باغ میں تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا: **مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ؟ مُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ** ''یہ درخت کس نے لگائے ہیں؟ مسلمان نے یا کافر نے''۔ **فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ** ''عرض کیا مسلمان نے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی مذکورہ بالا تفصیل بیان فرمائی اور مزید فرمایا: **كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ** ۵۹ ''اُس کو قیامت کے دن تک صدقے کا ثواب ملے گا یعنی ملتا رہے گا''۔

حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محولہ بالا روایات سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسلمان پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے اِتنی عنایات ہیں کہ حد وحساب سے باہر۔ ایک مسلمان درخت، کھیتی، باغ، چراگاہ لگاتا ہے، وہاں سے کوئی چیز پرندے، چرندے اور اِنسان کھاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہاں سے کوئی چور چوری کرے، اِس پر بھی درخت یا کھیت لگانے اور بونے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے بلکہ جب تک وہ درخت اور باغات قائم رہیں تو درخت لگانے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے۔ اگر درختوں اور باغوں سے لوگ پھل کھائیں تو جس نے باغ یا درخت لگائے اُس کو قیامت تک ثواب ملتا رہتا ہے، ایسے ہی اگر درختوں کے پھل لاکر کسی کو ثواب پہنچانے کے لئے لوگوں کو کھلائیں تو اُس کے لئے ثواب کا دروازہ کھلا رہے گا۔ ثواب نہ ملنے کی کوئی دلیل نہیں!

---

۵۹ مسلم جلد۲ ص ۱۵، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۵۴، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۔

حدیث شریف نمبر ۴۶

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عیسٰی طالقانی علیہ الرحمہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ حدیث شریف کیسی ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے: **اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لِاَبَوَیْکَ مَعَ صَلَاتِکَ وَ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِکَ** [۶۰] ''کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے لئے روزے رکھے''۔

اُنہوں نے کہا اے ابواسحاق علیہ الرحمہ، یہ حدیث (پاک) کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت شہاب بن خراش علیہ الرحمہ۔ اُنہوں نے کہا وہ تو ثقہ (راوی) ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت حجاج بن دینار علیہ الرحمہ سے۔ اُنہوں نے کہا وہ بھی ثقہ (راوی) ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے کہا اے ابواسحٰق علیہ الرحمہ، اَبھی تو حجاج علیہ الرحمہ سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ اُن کے طے کرنے کے لئے اُونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ **وَلٰکِنْ لَّیْسَ فِی الصَّدَقَةِ اِخْتِلَافٌ** ''اور اَلبتہ صدقہ دینے میں کسی کا اِختلاف نہیں''۔

''اہلِ علم جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ (مذکورہ بالا حدیث پاک کے راوی) کی طرف سے اِجماع کی یہ شہادتیں کتنا وزن رکھتی ہیں۔ (یعنی اُن کی شہادت و روایت بہت وزنی ہوتی ہے)''۔

(تحقیق مسئلہ اِیصالِ ثواب ص۲۴ از منظور احمد نعمانی دیوبندی)

''مگر جس کا جی چاہے اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اُس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا''۔ (حاشیہ وحید الزماں غیر مقلد)

---

۶۰ مسلم جلد ا ص ۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۸۷، تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۳۶۳۔

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم، جلد ۱ ص ۱۲ سطر ۲۸ پر لکھتے ہیں:

فَاِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ اِلَی الْمَيِّتِ وَيُنْتَفَعُ بِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ [۶۱] ''صدقہ کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے اور (میّت) اِس سے نفع حاصل کرتی ہے۔ اِس میں مسلمانوں کا کوئی اِختلاف نہیں''۔

نورانی طبق میں صدقہ و خیرات کا ثواب:

حدیث شریف نمبر ۴۷

حضرت اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اوسط میں لکھا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: **مَامِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَّمُوْتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ، فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِلَّا اَهْدَاهَا لَهٗ جِبْرِيْلُ** علیہ السلام **عَلٰى طَبَقٍ مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ، فَاقْبَلْهَا فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدٰى اِلَيْهِمْ شَئٌ** [۶۲] ''جب کسی گھر والے میں سے کوئی شخص فوت ہوجاتا ہے تو اُس کے مرنے کے بعد اُس کے گھر والے صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو (حضرت) جبرائیلِ (امین علیہ السلام) اُسے نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ''اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اِس کو قبول کر۔ تو وہ قبر والا اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اُس کے ہمسائے (یعنی دوسری قبروں والے) جن کی طرف سے اُن کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین اور اَفسردہ ہوتے ہیں''۔

---

۶۱ ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۱۴/۲۳۰، ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔ ۶۲ شرح الصدور ص ۲۹۲، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۹۔

نذر کا ثواب:

حدیث شریف نمبر ۴۸

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں،
اَنَّ سَعۡدَ بۡنَ عُبَادَةَ الۡاَنۡصَارِیَّ اسۡتَفۡتَی النَّبِیَّ ﷺ فِیۡ نَذۡرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ فَتُوُفِّیَتۡ قَبۡلَ اَنۡ تَقۡضِیَہٗ فَأَفۡتَاهُ اَنۡ یَّقۡضِیَہٗ عَنۡهَا فَکَانَتۡ سُنَّةً بَعۡدُ ٦٣ ''حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ اُن کی والدہ (ماجدہ) پر ایک نذر تھی وہ اُس کو اَدا کرنے سے پہلے مر گئیں، آپ ﷺ فرمائیں اَب کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے اُسے فرمایا کہ اُس کی طرف سے (نذر) اَدا کر۔ پھر یہی سُنّت قائم ہوگئی''۔

حدیث شریف نمبر ۴۹

ابن ماجہ **کِتَابُ الۡکَفَّارَاتِ مِنۡ بَابِ مَنۡ مَّاتَ وَعَلَیۡہِ نَذۡرٌ** کے تحت اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مسئلہ عرض کیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی مگر وہ اَدا کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اَقۡضِہٖ عَنۡهَا** ٦٤ ''اُس کی طرف سے نذر اَدا کرو''۔

نذرِ حج اور قرضہ:

حدیث شریف نمبر ۵۰، ۵۱، ۵۲

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

---

٦٣ بخاری جلد۲ ص۹۹۱، فتح الباری جلد۱۱ ص۵۱۷، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۳ ص۲۱۰، تیسیر الباری جلد۸ ص۴۷۲، نسائی جلد۲ ص۱۳۳ (۳ سندیں)۔ ٦٤ ابن ماجہ حدیث نمبر۲۱۳۲ ص۱۵۵، مسند احمد جلد۱ ص۲۱۹، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ ص۲۵۶، جلد۲ ص۲۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ ص۲۰، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص۳۸۷، شرح السنۃ جلد۵ ص۲۹۵، ابوداؤد حدیث نمبر۳۳۰۷، کنز العمال حدیث نمبر۴۶۵۶۷، ترمذی حدیث نمبر۱۵۴۶، طبقات ابنِ سعد جلد۳ جز۲ ص۱۴۳۔

أَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَاقْضِ اللّٰہَ فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ ٦٥ ''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مقدّس بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگروہ (نذر پوری کرنے سے پہلے) فوت ہوگئی (اَب کیا کرنا چاہئے؟) تو نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اِرشاد پاک فرمایا۔ اگر تیری ہمشیرہ پر کسی کا قرضہ (واجب الادا) ہوتا تو کیا تم اُسے اَدا کرتے یا نہ کرتے؟ عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اَدا کرتا۔ (تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا حق اَدا کرو۔ کیونکہ اُس کا حق اَدا کرنا تو زیادہ مقدم ہے''۔

صحیح بخاری شریف جلد ا ص ۲۴۹ کتاب الحج ''بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَیِّتِ''میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس میں جھنیہ کی عورت کا واقعہ ہے کہ جس نے اپنی والدہ کی طرف سے حج کے لئے مانی ہوئی نذر کا ذکر کیا تو اُسے بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مذکورہ بالا ہی جواب اِرشاد فرمایا۔ اِسی طرح سان بن سلمہ جہنی کی بیوی یا اُس کی پھوپھی کا واقعہ صحیح بخاری شریف کتاب الاعتصام جلد ۲ ص ۱۰۸۸ میں مذکور ہے۔

حدیث شریف نمبر ۵۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اَحُجُّ عَنْ اَبِیْ؟ ''کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کروں؟'' تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ! حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ فَاِنْ لَّمْ تَزِدْہُ خَیْرًا

---

٦٥ السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ٦ ص ۲۷۷' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۸' بخاری جلد ۲ ص ۹۹۱' تیسیر الباری جلد ۸ ص ۴۷۴' عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۳ ص ۲۱۱۔۲۱۰' فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۵۷' مسند احمد جلد ا ص ۲۴۵' دارمی جلد ۲ ص ۱۲۳۔۱۲۴۔

لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا ''ہاں اپنے باپ کے لئے حج کر اگر تو اُس کی نیکی نہ بڑھا سکے تو اُس کے لئے برائی مت کر''۔ ٦٦

وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے ابنِ ماجہ ص۲۱۴ حدیث نمبر۲۹۰۴ **بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ** (میّت کی طرف سے حج کرنے کا بیان) میں لکھا ہے:-

''باپ کا اِحسان بہت ہے آدمی کو چاہیئے کہ اپنے باپ کی طرف سے اَعمالِ خیر کرے۔ جیسے صدقہ اور حج وغیرہ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اِتنا ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ بُرائی نہ کرے وہ بُرائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں دلوائے یا بُرا کہلوائے۔ دوسرے لوگوں سے لڑ کر یا اُن کے باپ کو بُرا کہہ کر''۔ ٦٧

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا:

حدیث شریف نمبر ۵۴

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کرے، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) اُس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے اُن کو پورا اَجر ملے گا''۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر صلۂ رحمی یہ ہے کہ اپنے وصال شدہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے''۔ ٦٨

حدیث شریف نمبر ۵۵

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اُنہوں نے حج (جو کہ فریضۂ اِسلام ہے) اَدا نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر

---

٦٦ ابن ماجہ حدیث نمبر۲۹۰۴۔ ٦٧ سنن ابن ماجہ کتاب المناسک ''باب میت کی طرف سے حج کا بیان'' حاشیہ نمبر۲۔ ٦٨ شرح الصدور ص۲۹۳، بحوالہ الجامع لشعب الایمان۔

تیرے باپ پر کچھ قرضہ ہوتا تو کیا تم اَدا کرتے؟ عرض کیا، ضرور اَدا کرتا۔ فرمایا: یہ (بھی) اُس پر قرض ہے اِسے اَدا کر"۔ ۶۹؎

حدیث شریف نمبر ۵۶

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ماں مرچکی ہے۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ ۷۰؎

حدیث شریف نمبر ۵۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میّت کی طرف سے حج کیا، تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا گیا، دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ ۷۱؎

حدیث شریف نمبر ۵۸

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے لئے جو دُعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ وخیرات کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں تو کیا یہ اُن کو پہنچ جاتا ہے؟۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! **اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِيَةِ** "پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ لے کر خوشی ہوتی ہے، اِسی طرح تمہارے اِن تحفوں سے تمہارے اِن فوت شدہ لوگوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے"۔

"کتنے واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مالی عبادات، صدقات وخیرات، قربانی وغیرہ اگر مُردوں کی طرف سے بھی کی جائیں تو یہ شرعاً درست ہے۔ اِن سے مُردوں کو نفع اور ثواب کا ہونا برحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بتلایا

۶۹؎ شرح الصدور ص ۲۹۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲۔ ۷۰؎ شرح الصدور ص ۲۹۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲۔ ۷۱؎ شرح الصدور ص ۲۹۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۳۴۱۔ ۱۲۳۴۲۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اِس پر عمل کیا۔ عہدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی اور اِس کے بعد بھی"۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب صفحہ ۲۳ من وعن)

وصال شدہ کی طرف سے روزے:

اِس اَرض وسماوی کائنات میں صرف اور صرف اِسلام ہی خیر خواہ اور ہمدرد دین ہے۔ اِسلام اِنسانیت اور دیگر مخلوقاتِ خدا کے لئے رَحمت ہی رَحمت ہے۔ اِس عظیم دینِ متین کے نور کی شعاعیں صرف اِسی دُنیائے فانی کی تیرگی کو دُور نہیں کرتیں بلکہ عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت کی آرائش وزیبائش اور شادمانیاں بھی اِسی کی برکت سے ہیں۔ اِس کے ماننے والے اِس دُنیا میں ہی فیض یاب نہیں بلکہ قبر وحشر میں بھی اِسی کی بدولت، رحمتِ عالمیاں سیّد وسرور حضرت محمد نورِ جاں علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے کامیابی وکامرانی کی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں اور نوازے جائیں گے۔
جبکہ موجودہ دَور میں بے راہرو اور شدت پسند معتزلی عقیدے والے لوگ مال ودولت اور دھونس کے بل بوتے پر غیر اِسلامی عقائد کو لوگوں پر مسلط کر کے اپنے غیر اِسلامی جذبات کو تسکین پہنچانے کی لایعنی سعی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ یہ لوگ اِسلام کی عظمت سے بیگانہ ہیں اور تعلیمات محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے بے خبر ہیں۔

قارئینِ کرام کی خدمت میں وصال شدہ کی طرف سے روزے کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تا کہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات اظہر من الشّمس ہوجائے کہ اَیسے لوگ اپنے غیر اِسلامی نظریات میں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ فرقہ معتزلہ میں کچھ اَیسے لوگ بھی ہیں جو اپنے فرقہ کے نظریات سے اِتفاق نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو:۔
"اگر کسی کے ذمہ فرض روزے رمضان المبارک یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور اُن کی اَدائیگی کے بغیر مرجائے تو ولی یا قریبی رشتہ دار یا سرپرست پر لازم ہے کہ وہ میّت کی طرف سے اُن کو پورا کرے یعنی روزے رکھے یا کم از کم ایک روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے"۔ (ہفت روزہ الاعتصام جماعت اہلحدیث (غیر

مقلدین) کا ترجمان اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳ صفحہ ۱۴/۲۳۰)

اِسی مکتبۂ فکر کے داعی وحید الزماں صاحب نے سُنن ابن ماجہ کے **بَابُ مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ مِنْ نَذْرٍ** (یعنی جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر نذر کے روزے ہوں) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حسبِ ذیل روایات کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔

حدیث شریف نمبر ۵۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک خاتون نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: **يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ اَرَءَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكَ دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْهِ؟ قَالَتْ بَلٰى! قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ** ۲؎ "یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میری ہمشیرہ فوت ہوگئی اور اُس پر (نذر کے) دو مہینے کے پے در پے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تُو ادا کرتی؟ عرض کیا: جی! (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا: تو اللہ (عزوجل) کا حق ادا کرنا زیادہ ضروری ہے"۔

حدیث شریف نمبر ۶۰

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) **اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا؟** "یہ کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اُس پر روزہ ہے، کیا میں اُس کی طرف سے روزہ رکھوں"؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: **نَعَمْ**، "ہاں"۔ ۳؎

محولہ بالا دونوں اَحادیثِ مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:۔ "جمہور علماء

۲؎ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۸، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۱۶۷، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۰، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۵، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۵۵ (۲ سندیں) جلد ۵ ص ۱۷۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۵۴۴، طبرانی جلد ۱۲ ص ۵۰۔ ۳؎ حدیث نمبر ۱۷۵۹۔

نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے یہ دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میّت پر اگر روزے باقی ہوں تو اُس کا وارث اُس کے بدل روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلا دے۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے اور اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور اہلحدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ وارث میّت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول اَیسا ہی ہے اور نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اِختیار ہے۔ خواہ روزے رکھے، خواہ کھانا کھلا دے''۔ (وحید الزماں صاحب)

''حجتہ اللہ البالغہ'' میں ہے ''دونوں اَمر جائز ہو سکتے ہیں اور اِس سے اَحادیث کا اِختلاف جاتا رہے گا''۔ ''اور ابنِ قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میّت کی طرف سے رکھنا جائز اور فرض اصلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے اَصحاب اور اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل فرض کے ہے تو وارث کا اَدا کرنا میّت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضے اَدا کرنا''۔

''اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میّت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھلانا واجب ہے خواہ میّت نے اُس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو''۔ [۴۷]

حدیث شریف نمبر ۶۱

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ** ''[۵۷] ''جو (ایمان والا) فوت ہو گیا اور اُس پر روزے

---

[۴۷] سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۱ ص ۸۶۷ حاشیہ نمبر ۱ چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔ [۵۷] بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۵۸، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۲۴۰، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۶۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵ (دو سندیں) جلد ۶ ص ۲۷۹، دار قطنی جلد ۲ ص ۱۹۵، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹، نصب الرایہ جلد ص ۴۶۴، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۸۲۱، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۵۸، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۶۹۔

تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے اَدا کرے''۔

روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا:

حدیث شریف نمبر ۶۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''**مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنٌ**'' ۶؎ ''جو (ایمان والا) فوت ہوجائے اور اُس پر ماہِ (رمضان المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن (کے روزہ) کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے''۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **بَابُ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ** جلد ا ص ۳۶۲ پر تین روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہیں مگر وہاں ایک عورت سے اُس کی والدہ کے روزوں کا بیان ہے جن میں سے دو روایات اَیسی ہیں جن میں ایک ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک روایت میں بیان ہے کہ: میری ماں مرگئی اور **عَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ** ''اُس پر نذر کا روزہ تھا''۔

سب اَحادیثِ مبارکہ میں کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وہی جواب ہے جو اُوپر والی حدیثِ پاک میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

اِن روایات کے لئے حاشیہ میں لکھی ہوئی کتب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ۷؎

حدیث شریف نمبر ۶۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض

۶؎ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷، ترمذی جلد ا ص ۱۵۲، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۷۔ ۷؎ مسند احمد جلد ا ص ۲۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۲۱۔۲۲۰۔۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۸۴۹، بخاری جلد ا ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۶۴۔

کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اور اُس کے ذمہ پندرہ روزے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس کو بھی مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔ ۷۸

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس طرح کی روایت بھی ہے کہ **لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَیُطْعِمُ عَنْهُ** ۷۹ ''کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ بدلہ میں کھانا کھلا دے''۔

فِی صِیَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ اَطْعَمَ عَنْهُ وَفِی النَّذْرِ قَضٰی عَنْهُ وَلِیُّهٗ ۸۰ ''رمضان کے روزوں کی صورت میں کھانا کھلائے اور نذر کے روزوں کی صورت میں میّت کا ولی روزے رکھے''۔

حدیث شریف نمبر ۶۴، ۶۵

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں 'میّت کے روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے اور ایک روایت میں ہے' مرنے والوں کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اُن کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ ۸۱

ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لئے نذر:

حدیث شریف نمبر ۶۶

ایک عورت نے کشتی میں منّت مانی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُسے بچالیا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُسے بچالیا مگر (وہ عورت) روزے رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ اُس کی بیٹی یا ماں نے سرکارِ کائنات ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے اُس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ ۸۲

ابنِ قیم الجوزی نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ ''روزوں کے بدلہ میں کھانا

---

۷۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۶، بخاری جلد۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد۴ ص ۱۴۱، ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ ص ۶۴۔ ۷۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۷۔ ۸۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۷۔ ۸۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۷۔ ۸۲ مسند احمد جلد۱ ص ۲۴۴، کتاب الروح۔

کھلانے کا ثواب بھی مُردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: ''جو مسلمان فوت ہو جائے اور اُس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلا دیا جائے''۔ (جیسا کہ اُوپر اَحادیثِ مبارکہ میں گزر چکا ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان المبارک میں بیمار ہونے کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کھانا کھلا دے۔ اب اُس کے ذمہ قضاء نہیں اور اگر روزوں کی منّت مان لے تو اُس کی طرف سے اُس کے اولیاء روزے رکھ لیں۔ (کتاب الروح لابنِ قیم)

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصوم کے باب:- مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَّقَالَ الْحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ رَجُلاً يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ ۸۳ ''یعنی اگر کوئی شخص مر جائے اور اُس کے ذمہ روزے ہوں اور حضرت اِمام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر تیس آدمی اُس کی طرف سے ایک دِن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا''۔

اِس عنوان سے وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ یعنی ''اہلحدیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے''۔۸۴ پھر لکھا ہے ''میّت کی طرف سے حج یا روزے اَدا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے''۔

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم نے لکھا ہے کہ ''مسلمانوں نے صحتِ نذر اور اُس کو پورا کرنے کے وجوب پر اِجماع کیا ہے''۔ ۸۵

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ''حضرت سیّدہ عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے دو

۸۳ بخاری جلد ۱ص ۲۶۱۔ ۸۴ تیسیر الباری جلد ۳ص ۱۱۳۔ ۸۵ مسلم جلد ۱ص ۴۴ شرح حاشیہ سطر ۲۔

اَقوال جن میں اَموات کی جانب سے روزے اور نمازوں کی نفی کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُن میں توفیق وتطبیق اِس طرح ممکن ہے کہ اَثبات کی اَحادیثِ مبارکہ کو **اِیصال ثواب** پر محمول کیا جائے اور نفی والے آثار کو نیابت پر۔ کیونکہ ''روزے اور نمازوں کے ذریعے اَموات کوثواب پہنچایا جاسکتا ہے''۔

نیز لکھاہے صاحبِ دُرِّمختار نے **وَاِنْ صَامَ اَوْ صَلّٰی عَنْهُ لَا** کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ سے لکھا ہے:

مَعَنَاهُ لَایَجُوْزُ قَضَاءُ عَمَّا عَلَی الْمَیِّتِ وَاِلَّافَلَوْ جعَل لَهٗ ثَوَابَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ، یَجُوْزُ ''اِس کا مطلب ہے کہ میّت کے ذمے جو نمازیں یا روزے فرض تھے اُن کی اَدائیگی (کے خیال) سے زندوں کا اُس کی جانب سے روزے رکھنا یا نمازیں پڑھنا صحیح نہیں۔لیکن اگر روزے رکھ کے یا نمازیں پڑھ کے اُس کوثواب پہنچادے تو یہ جائز ہے''۔ (تحقیق مسئلہ اِیصال ثواب ص۳۰۔۲۹)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس شخص پر رمضان المبارک یا نذر کا روزہ قضاء ہوگیا پھر اُسے اَدا کرنے کا موقع ملا مگر اَدا نہ کیا اور مرگیا تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے اَدا کردے۔ حضرت اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اِس طرح ہے کہ روزوں کا فدیہ دے دے۔

قرآنِ مجید میں ہے:۔

وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْ نَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ....

(البقرہ:۱۸۴) ''اور جنہیں (روزہ) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا''۔

اِس سے معلوم ہوا کہ مجبور بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے رکھنے کے قابل نہ رہے تو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔ اِسی طرح میّت بھی روزے رکھنے سے معذور ہے۔ اِس لئے میّت کی طرف سے اُن قضاء روزوں کے بدلہ میں مسکینوں کو کھانا کھلادیا جائے۔ اَیسا کرنے سے وصال شدہ کو روزوں کا ثواب پہنچے گا۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا:

حدیث شریف نمبر ٦٧

سرورِ کائنات اِمام الانبیاء ﷺ کے وصالِ مقدسہ کے بعد مولائے کائناتِ امام الاولیاء امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے قُربانی دیتے تھے:۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الْمُحَارِبِيِّ الْكُوفِيِّ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِي الْحَسْنَاءِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اَمَرَنِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَلَا اَدَعُهٗ اَبَدًا [۸٦] ''حضرت محمد بن عبید محاربی کوفی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ حضرت شریک علیہ الرحمہ سے، وہ حضرت ابی حسناء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، وہ حضرت حکم علیہ الرحمہ سے اور وہ حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ ایک دُنبہ پہلے حضور ﷺ کی طرف سے ذبح فرماتے اُسکے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے آپ سے کسی نے اِس کا سبب پوچھا تو امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جواباً اِرشاد فرمایا کہ مجھے اِس کا حکم رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا ہے، اِس لیے میں اِسے کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا''۔

مسئلہ : سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سُنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ استطاعت عشاقِ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقان رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ گائے یا اُونٹ ذَبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا امام حسین، حضرت سیّدنا داتا گنج بخش، حضرت سیّدنا غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔

[۸٦] ترمذی ابواب الاضاحی جلد ا ص ۲۷۵، ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

سرکارِ کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری:

حدیث شریف نمبر ۶۸

قَالَ اَخْبَرَ نَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃَ "اَنَّہٗ سَمّٰی شَاۃً مِنْ غَنَمِہٖ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ" وَاَوْصٰی بِہٖ جَارِیَۃً لَہٗ کَانَتْ فِی الْغَنَمِ فَکَانَ یَتَعَاھَدُ ھَا وَیَنْظُرُ اِلَیْھَا کُلَّمَا اَتَی الْغَنَمَ حَتّٰی سَمِنَتْ وَصَلُحَتْ ۸۷ "کہا خبر دی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' روایت بیان کی حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ اُنہوں نے اپنی بکریوں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لئے نامزد کررکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اِس بکری کی نگہبانی کرے، چنانچہ وہ اُس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اُس بکری کی طرف دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہوگئی"۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا:

حدیث شریف نمبر ۶۹

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت یاد فرماتے:۔ وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاۃَ فَیَتَتَبَّعُ بِھَا صَدَائِقَ خَدِیْجَۃَ فَیُھْدِیْھَا لَھُنَّ ۸۸ "جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی بکری کو ذبح فرماتے تھے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو تلاش کرکے اُس بکری کا گوشت بھجوایا کرتے تھے"۔ ترمذی شریف کی اِس روایت کا مطلب ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُمُّ المومنین سیّدہ حضرت خدیجۃ

---

۸۷ کتاب الآثار باب الایمان ص ۱۷۱، مولفہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ ۸۸ بخاری جلد ۱ ص ۵۳۹، مسلم حدیث نمبر ۲۴۳۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۹۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۱۸۶، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۳۳۰، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۳۲، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۰۲، ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۷۔

الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی یاد منایا کرتے تھے اور اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا کی روح کی خوشنودی کیلئے اُن کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا:

حدیث شریف نمبر ۷۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ پہلے تو اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں کھجوروں کے خوشے پیش کئے، وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَالْحُلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ ۸۹ "اور چھری لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دُودھ والی سے الگ رہنا پھر اُنہوں نے اُن (عظیم الشان) حضرات (عالی مرتبت) کے لئے بکری ذبح کی اور اُنہوں نے بکری کے گوشت میں سے تناول فرمایا"۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضورِ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں عرض کرتے ہیں:-

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْبَبْتُ اَنْ تَأْكُلَ مِنْ رُطَبِهٖ وَبُسْرِهٖ وَتَمْرِهٖ وَتَذْنُوْبِهٖ وَلَاَذْبَحَنَّ لَكَ مَعَ هٰذَا فَقَالَ اِنْ ذَبَحْتَ فَلَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ فَاَخَذَ عَنَاقًا اَوْ جَدْيًا فَذَبَحَهٗ ۹۰ "یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں محبت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ رطب اور بسر اور تمر سے کھائیں اور میں آپ ﷺ کیلئے بکری ذبح کر دوں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو دُودھ والی سے بچنا اُس نے بکری کا نر یا مادہ بچہ پکڑا پس اُس نے ذبح کیا"۔

۸۹: مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۱۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۷، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۱۹، تفسیر طبری جلد ۱۲ ص ۶۸۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۸۰۔ ۳۱۸۱، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۹۰۵۔ ۱۸۶۱۸۔ ۹۰: المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۶۸، ابن حبان حدیث نمبر ۲۵۳۶۔

واقعات

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ **دُرُّ الثَّمِیْنِ فِی مُبَشَّرَاتِ النَّبِیّ الْاَمِیْنِ** ﷺ: میں اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں: **اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدِیْ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صَلَۃً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَلَمْ یُفْتَحُ لِیْ سَنَۃً مِّنَ السِّنِیْنَ شَئْیٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدُ اِلَّا حَمُصًا مُقْلِیًا فَقَسَّمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَأَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذَا الْحَمُصَ مُتُبَھَجًا بَشَّاشًا** [۱] ”میرے والدِ بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں میلاد النبی ﷺ کے روز (میلادِ پاک کی خوشی میں) کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں خوان پکواتا، میرے پاس بھُنے ہوئے چنے تھے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کردیئے تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں“۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اِس واقعہ کو فتاویٰ رشیدیہ میں صفحہ ۴۳۲ پر نقل کرکے لکھتے ہیں ”ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے۔ کوئی تاریخ و وقت شرع میں موقت نہیں۔ روزِ ولادت اور روزِ وفات بھی دُرست ہے۔ پس اگر کسی دِن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایّام کے جانے اور عوام کو بھی اِس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ سب کے نزدیک دُرست ہے۔ [۲]

نوٹ: اَب تو غیر مقلدین اور دیوبندی سبھی تمام کام وقت مقرر کرکے ہی کرتے ہیں۔ لیکن میلاد النبی ﷺ اور بزرگانِ دین کے ذِکرِ خیر کے لیے وقت کے تقرر سے

---

[۱] ص ۴۰ مترجم سنی دارالاشاعہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی) ص ۴۳۲ چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔ [۲] فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۲۔

خدا معلوم اُن کو کیا پریشانی ہے؟۔

(واقعہ نمبر۲)

از: اَنفارس العارفین:

می فرمودند درایّام وفات حضرت رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود وقدرے نخودِ بریاں وقندِ سیاہ نیاز کردم۔ شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند ودراں میان آں نخودِ بریاں وقندِ سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج وبشاشت اقبال فرمودند وآنرا طلبیدند وچیزے ازآں تناول کردند وباقی درصحاب قسمت فرمودہ اند ۳؎

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ''میرے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے تھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصال کے دِن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا' میں نے بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کردیئے۔ رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے اُنہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور اُن میں سے کچھ تناول فرمائے اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیئے''۔

(واقعہ نمبر۳)

فوت شدہ کوکلمہ شریف کا ثواب بخشنا:

''نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا' میں اپنی اَمّاں کو

۳؎ ص:۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اِس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اِس کو اِطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا' اُس نے عرض کیا کہ اَب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اِس پر یہ فرمایا کہ اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اِس کے مکاشفہ سے ہوگئی''۔ [۴۲]

(واقعہ نمبر۴)

اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشنا:

''شیخ ابو یزید قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستّر ہزار مرتبہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستّر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے۔ جنت و دوزخ کا بھی اُس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اُس کی صحت میں کچھ تردّد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے' اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ حضرت قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں اُس کی گھبراہٹ کو دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اُس کی سچائی کا مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستّر ہزار کا اُن نصابوں میں سے' جو اپنے لئے پڑھے تھے' اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دِل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اِس پڑھنے کی خبر بھی

[۴۲] ''تحذیر الناس'' ص۴۴ (من وعن) از قاسم نانوتوی صاحب بانی دیوبند چھاپہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)۔

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا، چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ حضرت قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے اِس قصہ سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو اِس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اُس کا تجربہ ہوا، دوسرے اُس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا''۔ [۵]

(واقعہ نمبر ۵)

فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا:

کُرد ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اِس میں ایک شخص مشہور ڈاکو تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ مارنے کے لئے جا رہا تھا' راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں میں نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے۔ ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تر و تازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اُس خشک درخت پر جاتی ہے' ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اُس چڑیا کو کھجور لے جاتے دیکھا تو مجھے یہ خیال ہوا کہ اِس چڑیا کو دیکھوں کہ یہ چڑیا اِس کھجور کا کیا کرتی ہے؟ میں نے درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ ایک اَندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تر و تازہ کھجور اُس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اِس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا۔ میں نے کہا مولا! یہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبی ﷺ نے دیا تو جب یہ اَندھا ہو گیا تو تُو نے اِس کو روزی پہنچانے کے لئے چڑیا کو مقرر کیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اِقرار کرنے والا' میں لوگوں کو لوٹنے میں لگا ہوں۔ یہ کہنے پر میرے دِل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اُسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی۔ اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا' **اقالة اقالة** (درگزر' درگزر) چلّانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی' ہم نے درگزر کر دیا' ہم نے درگزر کر دیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا وہ کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا میں

---

[۵] ''فضائل ذکر' (من وعن)''، فصل سوم از محمد زکریا صاحب دیوبندی)۔

مہجور تھا' اَب میں نے صلح کر لی یہ کہہ کر میں نے اپنا سارا واقعہ اُن کو سنایا' وہ کہنے لگے ہم بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواریں توڑ دیں۔ ہم سب لُوٹ کا سامان چھوڑ کر اور اِحرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے اِرادہ سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک اَندھی بُڑھیا ملی اُس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اِس نام کا کوئی کُرد ی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اُس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا۔ اُس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے روزانہ حضورِ اَقدس ﷺ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں کہ اِس کے کپڑے فلاں کُرد ی کو دے دو۔ وہ کُرد ی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لے لئے اور ہم سب نے اُن کو پہنا''۔ ؎ ٦

نوٹ: اِس سے معلوم ہوا کہ وصال شدہ کی طرف سے نیک لوگوں کو کپڑے دینا بھی جائز ہیں۔

(واقعہ نمبر ٦)

پانچ سو مرتبہ کلمہ طیّبہ پڑھ کر اِیصالِ ثواب:

''حاجی حبیب صاحب مرحوم' حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کے خاص خادموں میں سے تھے۔ بہت خدمت اور ریاضت کرتے تھے اور سفر وحضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ بیان کرتے تھے کہ اجمیر شریف میں جب میں آپ کی خدمت میں تھا تو ستر ہزار بار کلمہ طیّبہ پڑھ کر آپ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اِتنا ختم کیا ہے اور اِس کا ثواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنے ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دُعا کی اور دوسرے دن حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہُ العزیز نے فرمایا کہ جس وقت میں دُعا کر رہا تھا۔ فرشتوں کی فوجیں اُس کا ثواب لے کر آسمان سے آ رہی تھیں۔ وہ اِس قدر تھیں کہ

؎ ٦ (''فضائل صدقات'' جلد ۲ ص ۲۹۷ از محمد زکریا دیوبندی صاحب چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)۔

زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی اور یہ ختم میرے معاملے میں بہت مفید ثابت ہوا''۔ (حاجی حبیب مرحوم فرماتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا ایک ہزار دانے کی تسبیح تیار کریں اور آپ ہمیشہ تنہائیوں میں اُس پر کلمہ طیّبہ کا ذکر زبان سے لیکن دِل کی موافقت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جمعۃ المبارک والی رات کو حلقہ میں تسبیح حاضر کی جاتی تھی اور اِجتماعی طور پر ایک ہزار بار دُرود شریف حضُورِ اَنور ﷺ کے لئے پڑھا جاتا تھا۔ آپ کے تسبیح لینے کی اِبتداء اِس طرح سے ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ (یعنی حاجی حبیب) سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اِس پر تعجب نہ کرو۔ میں اپنا حال بھی تم کو بتاتا ہوں کہ میں ہر رات تہجد کے بعد اور سحر کے وقت پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر، محمد عیسیٰ، محمد فرخ اور اُم کلثوم (اپنے بچوں) کو، جو فوت ہو چکے ہیں، بخشتا تھا۔ اب پھر ہر رات محمد عیسیٰ کی روح، سحر کے وقت آتی ہے اور مجھے بیدار کرنے کے بعد چلی جاتی ہے اور وہ اپنے بھائی محمد فرخ اور اپنی بہن اُم کلثوم کی روحوں کو بلا کر لاتی ہے کہ چلو والد صاحب بیدار ہو گئے ہیں۔ جب تک میں وضو کر کے تہجد پڑھتا اور کلمہ طیّبہ کو ختم کرتا، وہ روحیں میرے گرد و پیش رہتیں۔ اِسی طرح جس طرح ایک ماں روٹی تیار کرتی ہے اور چھوٹے بچے اُس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ تاکہ اُنہیں روٹی دے دے۔ جب میں کلمہ طیّبہ کا ثواب اُن کو بخش دیتا تھا تو وہ روحیں چلی جاتی تھیں۔ [۷]

(واقعہ نمبر ۷)

فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لئے کھانا:

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں، ایک دِن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اِسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی کہ یہ صدقہ ہم سے کیوں کر قبول ہو گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے فرمایا ہے: **اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ**

---

[۷] ''حضرات القدس'' (فارسی) مرتبہ حضرت شیخ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ، چھاپہ محکمہ اوقاف، پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء)۔

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدۃ:۲۷)''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) متّقیوں سے قبول فرماتا ہے''۔ میں اِسی تردّد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہٗ کی طرف سے آواز آئی کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ''بے شک تم متّقیوں میں سے ہو''۔ [8]

(واقعہ نمبر ۸)

فوت شدہ کی فاتحہ کے لئے کھانے کا اِہتمام:

حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادوں کے لئے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور اَیسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لا رہے ہیں اور اُن کی قبروں میں پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اِس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی اِستعداد پیدا ہوگئی اور وہ عروج میں مصروف ہوگئے اور جب وہ بہت اُوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں اِنتہائی رفعت' منزلت' تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہوگئے۔

چونکہ آپ نے اِیصالِ ثواب میں تمام مومنین' مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمالیا تھا۔ اِس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت اَیسی نظر نہیں آئی جو اِس کھانے سے خالی ہو۔ اِسی طرح جب کبھی آپ مُردوں کی روحانیت کے لئے اِیصالِ ثواب فرماتے تھے تو اِسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ [9]

---

[8] ''حضرات القدس'' (فارسی) مرتبہ حضرت شیخ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ' مکاشفہ نمبر ۶ صفحہ ۹۵' چھاپہ محکمہ اوقاف' پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء)۔ [9] ''حضرات القدس'' ص ۱۰۱' فارسی۔

(واقعہ نمبر۹)

حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کا واقعہ:

پیش ازیں بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت و باں سرور وحضرت امیر وحضرت فاطمہ وحضرات اِمامین راضم می کردو علیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضرست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام فقیر برایشاں عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند و بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد۔ ازیں فرمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساخت۔ [۱۰]

''اِس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت یہ تھی کہ اگر (اِیصالِ ثواب کے لئے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا رضی اللہ عنہم کی روحانیتِ مطہرہ کے لئے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ (اِیصالِ ثواب میں) حضرت امیر' حضرت فاطمہ اور حضرات اِمامین کریمین رضی اللہ عنہم کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرۂ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اِس دوران میں' فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا (حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اِس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کے بعد سے حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ آپ

[۱۰] مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ﷺ کی باقی اَزواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہلِ بیت ہیں، شریک کرتا"۔

(واقعہ نمبر ۱۰)

ایک سال سے ثواب کی تقسیم:

حضرت قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری علیہ الرحمہ نے حضرت سلمہ بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں حضرت حماد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان کی طرف گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں تو میں نے اُن سے دریافت کیا، کیا قیامت قائم ہو گئی؟ اُنہوں نے کہا نہیں، ہاں! اَلبتہ ہمارے ایک بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔ [۱۱]

حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **اِذْ دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَؤُا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وَّمُعَوَّذَتَيْنِ وَاجْعَلُوْا ذٰلِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ** [۱۲] "جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس) پڑھو اور اِن کا ثواب قبروں والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ اُنہیں پہنچتا ہے"۔

(واقعہ نمبر ۱۱)

فوت شدہ کی دُرود شریف کی برکت سے بخشش:

ایک عورت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا اِنتقال ہو گیا، میری یہ تمنّا ہے کہ میں اُس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ **التکاثر** پڑھ اور اِس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک دُرود شریف پڑھتی رہ۔ اُس نے اَیسا ہی کیا۔ اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ

---

[۱۱] شرح الصدور ص ۲۹۶۔ [۱۲] شرح الصدور ص ۲۹۷۔

نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ عورت صبح اُٹھ کر پھر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل جلالہ اِس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک نہایت خوبصورت حسین وجمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے' اُس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی' اے حسن بصری رضی اللہ عنہ! آپ نے مجھے پہچانا نہیں' حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے دُرود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں نے تو تیرا حال اِس کے بالکل برعکس بیان کیا تھا' جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو میری ماں نے بیان کی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوگیا؟ اُس نے کہا ہم ستر ہزار لوگ اِس عذاب میں مبتلا تھے، جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا تھا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا ہمارے قبرستان میں سے گزر ہوا' اُنہوں نے ایک دفعہ دُرود شریف پڑھ کر اُس کا ثواب ہم سب کو پہنچادیا۔ اُن کا دُرود شریف' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے یہاں اَیسا مقبول ہوا کہ اُس کی برکت سے ہم سب لوگ اُس عذاب سے آزاد کردیئے گئے اور اُن بزرگ کی برکت سے یہ رُتبہ نصیب ہوا۔ [۱۳]

(واقعہ نمبر۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل:

حضرت صالح بن درہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم حج کرنے جارہے تھے کہ ایک شخص ملا، اُس نے کہا کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے

[۱۳] ''فضائلِ درود شریف'' ص ۱۰۶ تاج کمپنی لاہور۔ ''مکاشفۃ القلوب'' میں اِسی قسم کا واقعہ مختلف الفاظ سے رقم ہے ص ۳۹ عربی دار احیاء العلوم بیروت۔

ابلہ کہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! اُس نے کہا تم میں سے کون اِس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجدِ عشار میں میرے لئے دو یا چار نفل پڑھ لے اور کہہ دے کہ یہ نماز (حضرت) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ہے "میں نے اپنے محبوب حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) قیامت کے دِن مسجدِ عشار سے اَیسے شہید اُٹھائے گا کہ اُن کے سوا شہدائے بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا"۔ [۱۴]

دو چار نفل پڑھ کر اِن الفاظ سے اِیصالِ ثواب کر دے کہ اپنی یہ نماز جو ہم نے پڑھی ہے، یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے، اِس کا ثواب اُنہیں ملے۔ اِس سے معلوم ہوا نفل نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے۔ کسی کی بھی طرف سے مثلاً بزرگانِ دین یا والدین کی طرف سے ثواب کے لئے نفل نمازیں اَدا کی جا سکتی ہیں۔ نیز اِس سے یہ ثابت ہوا کہ کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اِس طرح ثواب بخشا کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو ملے، بالکل جائز ہے اور یہ سُنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ لہٰذا فاتحہ اور ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے۔ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشا بھی جائز ہے۔ اگر چہ وہ کیسی شان کا مالک ہے۔

(واقعہ نمبر ۱۳)

حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ:

اِن (حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس قرآنِ پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اِس کے بعد اُنہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآنِ

[۱۴] مشکوٰۃ ص ۴۶۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۴، اشعۃ اللمعات فارسی جلد ۴ ص ۱۵۹، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۱۵۹۔

مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا' اے ابوعبداللہ! (یہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا' وہ ثقہ (بااِعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن علاء علیہ الرحمہ کے بارے میں بتایا کہ اُنہوں نے وصیّت کی تھی کہ جب اُن کا اِنتقال ہوجائے تو اُن کی قبر کے پاس سورۃ البقرۃ کی اِبتدائی آیاتِ مبارکہ (آلٓمّٓ سے **هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** تک) اور آخری حصّہ (**لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ** سے سورت کے اخیر تک) پڑھا جائے۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اِس بات کی وصیّت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوعلی حسن بن ہشیم بزار علیہ الرحمہ نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآنِ مجید پڑھا کرتا تھا۔ [۱۵]

(واقعہ نمبر ۱۴)

قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا:

حضرت شیخ موفق بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے دور میں حنبلیوں کے اِمام تھے **فصل قال: وَلَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عِنْدَا لْقَبْرِ** "فصل: فرماتے تھے قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں"۔ اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ اِقْرَأُوْا اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** جب تم قبرستان میں داخل ہو تو ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھو پھر کہو: **اَللّٰهُمَّ اِنَّ فَضْلَهُ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ** "یااللہ (جلّ

[۱۵] "المغنی" لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۷۔۵۱۸۔

جلالک) بے شک اِس کا ثواب قبرستان والوں کے لئے ہے''۔ ۱۶

(واقعہ نمبر ۱۵)

کافر کے لئے ایصالِ ثواب نہیں:

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اُس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیّت کی کہ (اُس کے مرنے کے بعد) اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ چنانچہ اُس (کے ایک بیٹے (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی اِسلام لے آئے تھے) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیئے۔ پھر اُس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے اِرادہ کیا کہ اُس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کردوں تو اُنہوں نے کہا (پھر میرے دِل میں خیال آیا) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیت کی تھی (کہ اُس کے مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور پچاس باقی ہیں، تو کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ** ۱۷ ''اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے اِن اَعمال کا ثواب پہنچتا۔'' (اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لئے مفید نہیں ہے۔ اور اُسے عذاب سے نجات نہیں دِلائے گا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے)۔

---

۱۶ المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص ۵۱۸۔ ۱۷ ابوداؤد جلد۲ ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۲۴۴ عربی، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۶ ص ۲۷۹، المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص ۵۲۱ مختصراً۔

ضمیمہ

آیا میّت کے لئے قرآنِ مجید پڑھنے سے میّت کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ جمہور سلف اور آئمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔ مگر حضرت اِمام شافعی علیہ الرحمہ نے اِختلاف کیا ہے۔ اُن کی دلیل یہ آیتِ مبارک ہے کہ **وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى ۙ** (النجم:۳۹) ''اِنسان کو اُسی کی کوشش کا بدلہ ملے گا''۔ لیکن اِس آیت ِمبارک کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے:

اَوّل تو یہ کہ یہ آیتِ مبارک منسوخ ہے (یعنی اِس کا حکم منسوخ ہے)۔ اِس آیتِ مبارک سے **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ....** (الطّور:۲۱) ''اور وہ لوگ جو اِیمان لائے اور اُن کے بعد اُن کی ذرِیّت آئی۔'' اِس آیتِ مبارک کا مفاد یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

دوم یہ کہ یہ آیتِ مبارک قوم حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ خاص ہے، لیکن یہ اُمّتِ مرحومہ تو اِس کو وہ بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اِس کے لئے کیا جائے گا۔ یہ قول حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

تیسرے یہ کہ اِنسان سے مراد یہاں کافر ہے اور مومن اِس سے مستثنیٰ ہیں، یہ قول حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

چوتھے یہ قانونِ عدل ہے اور دوسرے کے کئے سے فائدہ کا پہنچنا اُس کا فضل ہے۔ یہ حضرت حسین بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

پانچویں لام بہ معنیٰ علیٰ ہے کہ اِنسان کو ضرر اُس کو اپنے کئے ہوئے گناہ کا ہوگا، نہ کہ دوسرے کا۔ جو حضرات ثواب کے پہنچنے کے قائل ہیں وہ یہی قیاس کرتے ہیں کہ

جب حج، صدقہ، وقف، دُعا، قراۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادات کا ثواب بھی پہنچ سکتا ہے۔ عرصۂ قدیم سے مسلمان اپنے مُردوں کے لئے جمع ہو کر قرآنِ (مجید) پڑھتے رہے اور کسی نے اِنکار نہ کیا۔ اِس سے اجماعِ مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے یہ سب کچھ حافظ حضرت شمس الدین بن عبدالواحد المقدسی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک رسالہ میں ذکر کیا۔

حضرت اِمام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت شیخ عزیز الدین بن سلام علیہ الرحمہ اِیصالِ ثواب کے قائل نہ تھے۔ جب اُن کا اِنتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے اُن کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ دُنیا میں اِیصالِ ثواب کے قائل نہ تھے، اَب کیا حال ہے؟ تو کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اَب معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے اور اَب میں نے رجوع کر لیا ہے۔

قبر پر قرآنِ مجید پڑھنے کے بارے میں ہمارے اَصحاب نے جواز کا قول بیان کیا ہے۔ حضرت زعفرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآنِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حرج نہیں۔

(۱) حضرت اِمام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شرح مہذب میں ہے کہ 'زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآنِ مجید پڑھے اور دُعا کرے۔ اِس پر حضرت اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح بھی ہے اور اُن کے اصحاب بھی اِس پر متفق ہیں اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآنِ مجید ختم کریں تو افضل ہے۔ حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے اِس کا اِنکار کرتے تھے کیوں کہ اُن کو اِس سلسلہ میں کوئی حدیث شریف نہ ملی تھی۔ لیکن جب اُن کو وہ حدیث شریف ملی جس کے حضرت ابنِ عمر اور حضرت علاء بن حلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں اور وہ حدیث شریف مرفوع ہے' تو رجوع کر لیا۔

(۲) حضرت خلال علیہ الرحمہ نے جامع میں حضرت شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب اَنصار کا کوئی آدمی مرجاتا تو وہ اُس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآنِ مجید پڑھتے۔

(۳) حضرت عبدالعزیز علیہ الرحمہ جو حضرت خلال علیہ الرحمہ کے ساتھی ہیں' اُنہوں نے روایت کی ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں سورت یٰسین پڑھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم اُس کی برکات سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ حضرت اِمام قرطبی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ یہ حدیثِ مبارک کہ اپنے مُردوں کے پاس (سورت) یٰسین پڑھو دو اِحتمال رکھتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر۔ پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا حضرت عبدالواحد مقدسی علیہ الرحمہ کا ہے اور ہمارے علماء متاخرین میں سے حضرت محبّ طبری علیہ الرحمہ نے اِس کو عام رکھا۔ حضرت اِمام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَحیاء میں اور عبدالحق (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا ہے کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اِخلاص اور معوّذتین پڑھو اور اُن کا ثواب اہلِ قبر کو پہنچادو کیونکہ یہ پہنچتا ہے۔

حضرت اِمام قرطبی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میّت کو سننے کا ثواب ہے۔ اِسی لئے تو نصِ قرآنی کے بموجب قرآنِ مجید کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ حضرت اِمام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے والے دونوں کا ثواب مُردے کو پہنچادے۔ اَحناف کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میّت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآنِ (مجید) پڑھے' ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے۔

فصل:

حضرت اِمام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے میّت کو ثواب پہنچنے پر حدیثِ عیب سے اِستدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا ”کہ دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ ﷺ نے ایک تر شاخ منگوائی اور اُس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا لگا دیا، اور فرمایا: کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبروں والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی“۔ ۱۸

حضرت خطابی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ حضرت علی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اِس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اَصلیت پر رہتی ہیں، سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی تسبیح کرتی ہیں۔ حضرت خطابی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے علاوہ دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو اگر مومن کی قبر کے پاس قرآنِ (مجید) پڑھا جائے گا تو کیا حال ہوگا؟ پھر محولہ بالا حدیثِ مبارک قبروں کے پاس درخت لگانے میں اَصل ہے۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی وصیّت تھی کہ جب میں مرجاؤں تو قبر میں میرے ساتھ دو ٹہنیاں رکھ دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ کرماں اور قومس کے درمیان ایک ویرانے میں وفات پا گئے تو ساتھیوں نے وصیّت کے لئے ذکر کیا مگر وہاں شاخیں نہ ملیں، اَبھی وہ حیران ہی تھے کہ کیا کریں کہ اَچانک سجستان کی جانب سے کچھ سوار آتے دِکھائی دیئے۔ اُن کے پاس کچھ شاخیں تھیں، اُنہوں نے دو شاخیں اُن سے لے لیں، اور اُنہیں قبر میں ساتھ ہی رکھ دیا۔ ۱۹

---

۱۸ بخاری جلد ۱ ص ۳۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۴، مسلم جلد ۱ ص ۱۴۱، دارمی جلد ۱ ص ۱۰۰، نسائی جلد ۱ ص ۲۹۔۱۲، ابنِ ماجہ ص ۲۹، صحیح ابنِ خزیمہ جلد ۲ ص ۳۳۔ ۱۹ از شرح الصدور للسیوطی علیہ الرحمہ (ص ۲۹۵ تا ۲۹۸)۔

خلاصۂ کلام

قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کے لئے مرنے کے بعد اِیصالِ ثواب کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب جائز ہیں۔ مسلمان کو دُعا، اِستغفار، صدقات، خیرات، نفلی عبادات، قربانی، روزہ، حج، کپڑے، پھل، کھانا، تلاوتِ قرآنِ مجید اور دیگر اَعمالِ صالحہ کا ثواب پہنچتا ہے۔ **اِیصال ثواب** کی صورت **قل شریف** کی پڑھائی سے ہو یا **تیجے** یا **دسویں دِن** کے اِہتمام سے یا **چالیسویں** کے نام سے، یہ تمام صورتیں اور معین اَیّام، سب کا مقصد **اِیصال ثواب** ہے۔ جب دِل میں کجی نہ ہو، شعور بالغ ہو تو بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم اپنے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا صدقہ ہر کلمہ گو کو نورِ اِیمان، عقلِ سلیم اور فہمِ دین نصیب فرمائے۔ آمین!

قُل شریف اور چالیسویں کے موقع پر

قُل شریف اور چالیسویں کی محفل کی غرض وغایت دُعا اور اِیصالِ ثواب ہوتی ہے۔ اِس موقعہ پر طرح طرح کے کھانے پکانا درست نہیں ہے۔ سادگی اور وَن ڈش ہی کافی ہے۔ قرض لے کر اَیسا کرنا بہت قبیح ہے۔ قُل شریف اور چالیسواں نفلی عبادت ہے، حج فرض ہے، حج قرض لے کرنہیں کیا جاتا۔ اِس لئے برادری کوخوش کرنے کے لئے قرض لے کر دیگیں پکا کرقُل شریف یا چالیسویں کا اَکٹھ کرنا درست نہیں ہے۔ جس کو اِستطاعت نہیں اُس کے لئے دُعا واِستغفار کرنا ہی کافی ہے۔ صاحب اِستطاعت لوگوں کواَیسے مواقع پر اشاعتِ دین کا فریضہ ادا کرنا چاہیئے۔ لوگوں میں دینی کتابیں تقسیم کرنی چاہئیں۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ **سیدھا راستہ** لاہور **منیر احمد یوسفی** (ایم۔اے) کی کتابیں۔ (۱) قُل شریف کیا ہے؟ (۲) اِیصالِ ثواب۔ (۳) چالیسواں کیا ہے؟ (۴) میلادالنبی ﷺ (۵) آداب دُعا اور اوقات قبولیت (۶) عظیم قرآنی دُعائیں (۷) والدین واَولاد کے حقوق (۸) اچھے میاں بیوی (۹) آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں! (۱۰) حقوقِ فوت شدگان اور دیگر تصنیفات وتالیفات تبلیغی مقاصد کے لئے دستیاب ہیں، جو عقائد کی پختگی اور اَعمال کی درستگی کے لئے لکھی گئی ہیں، اِنہیں تقسیم کریں۔

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک بی III گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

الداعی الی الخیر:

انجمن اشاعت دین اِسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

977-A بلاک بی III گجر پورہ لاہور 042-36880028

http://www:seedharastah.com

ہفتہ وار
تعلیمی، تربیتی اور روحانی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات سے نورِ علم سے فیض یاب ہونے کے لئے ہر ہفتہ کے دن مغرب تا رات 10:30 بجے جامع مسجد نگینہ 'A-977' بلاک 'B-III' گجرپورہ سکیم لاہور میں تشریف لائیں۔

اِس تربیتی، تعلیمی وروحانی اجتماع کا مقصد دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانا اور عقائد کی پختگی واعمال کی درستگی کی تحریک پیدا کرنا ہے۔

مفتیانِ دین اور علماء کرام تربیتی خطابات فرماتے ہیں۔

خصوصی بیان

مُنیر احمد یُوسفی (ایم۔اے)

ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

الدّاعی الی الخیر

انجمن اشاعتِ دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

042-36880027-28،0300-4274936

اشاعتِ دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور۔